خاموشی گہری تھی۔ جھینگروں اور دُور کہیں مینڈکوں کے ٹرانے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ میں نے محتاط انداز میں چند سیڑھیاں چڑھیں اور انہیں پار کر کے کچھ قدم چلتا ہوا اندرونی عمارت کے گیٹ پر جا پہنچا۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا اور اندر کی سُن گن لینے کی کوشش کی۔ سوائے سناٹے کے مجھے کچھ محسوس نہیں ہوا۔ میں نے گیٹ کو ذرا سا دھکیلا تو وہ کھلتا چلا گیا۔

اگرچہ یہ کوئی نئی یا انوکھی بات نہیں تھی۔ وہ ڈیرہ تھا، کوئی بھی کسی وقت بھی اندر باہر آ جا سکتا تھا۔ لیکن اس وقت گیٹ کھلے ہونے پر میرا ماتھا ٹھنکا تھا۔ میں نے ذرا سا دروازہ کھول کر اندر جھانکا تو راہداری میں چھوٹے بلب کی دھیمی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ دونوں طرف کمرے تھے۔ جہاں میں ایک بار پہلے بھی آ چکا تھا۔ مجھے باہر سے یہی بتایا گیا تھا کہ وہ دونوں غیر ملکی اندر والا گیٹ پار کر کے دائیں طرف والے دوسرے کمرے میں ہیں۔ میں اندر چلا گیا۔ وہ دونوں لڑکے میرے کور پر گیٹ کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ میں بتائے گئے کمرے کے باہر جا کر کھڑا ہو گیا اور دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ کا دباؤ بڑھایا، دروازہ لاک تھا۔

اس وقت میں نے اپنا پسٹل دائیں سے بائیں ہاتھ میں کیا اور دائیں ہاتھ سے جیب میں پڑی ماسٹر کی نکال رہا تھا کہ دروازہ اچانک کھل گیا اور اگلے ہی لمحے میرے ماتھے پر پسٹل کی سرد نال آن لگی۔ بلاشبہ اسے میری آمد کے بارے میں معلوم ہو گیا تھا۔ میری تمام تر احتیاط اور پلاننگ ضائع ہو گئی تھی۔ انہیں کیسے پتہ چلا؟ اس سوال پر سوچنے کی بجائے میں اپنے سامنے کھڑے اس ادھیڑ عمر کے شخص کو دیکھ رہا تھا جو انتہائی طنزیہ انداز میں مجھے گھور رہا تھا۔ میری تمام تر توجہ اس کی طرف تھی۔ میں اس کے پیچھے نہیں دیکھ سکا کہ اندر کون کون ہیں۔ اس نے انتہائی حقارت سے میری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

''ابھی تم کچے شکاری ہو، اتنے پختہ نہیں ہوئے کہ شیر کی کچھار میں داخل ہو کر اس کا شکار کرو۔ اپنا پسٹل مجھے دو۔''

آخری لفظ اس نے بڑے تحکمانہ انداز میں کہے تو میں جواب دینے کی بجائے اچانک جھکا، اسی دوران میں نے اپنے گھٹنا اٹھا کر اس کی ٹانگوں کے درمیان پوری قوت سے مارا۔ اس کے ساتھ ہی اس شخص کے پسٹل سے فائر ہو گیا۔ وہ دہرا ہو چکا تھا۔ میں نے لمحے کے آدھے حصے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کے گردن پر زور سے ہاتھ مارا۔ وہ دروازے کے درمیان فرش پر گر پڑا۔ میں نے پوری قوت سے اس کے منہ پر ٹھوکر ماری تو اس کے منہ سے عجیب قسم کی آواز نکلی۔ تبھی میں نے سامنے دیکھا۔ بیڈ پر بیٹھی ہوئی ایک حسینہ میری جانب پسٹل تانے ہوئے تھی۔ اور اس سے ذرا ہٹ کر ایک نوجوان بے بسی سے میری جانب دیکھ رہا تھا۔ شاید وہ افسوس کر رہا تھا کہ اس کے پاس کوئی ہتھیار کیوں نہیں ہے۔ وہ حسینہ کوئی فائر اس لئے نہیں کر پا رہی تھی کہ میری پشت پر سے وہی دو لڑکے بھی اپنی گنوں کے ساتھ اس پر نشانہ لئے کھڑے تھے۔

میں اس ادھیڑ عمر کے شخص پر پاؤں رکھ کر کمرے میں چلا گیا۔ وہ دونوں حیرت سے میری طرف دیکھ رہے تھے۔ میں اس حسینہ کے پاس گیا اور اس کے پسٹل پر ہاتھ ڈال دیا، جو اس نے آرام سے چھوڑ دیا۔ پسٹل ہاتھ سے بیڈ پر گرنے کے دوران اس کے چشم زدن میں قلابازی کھائی اور اس طرح میرے گلے آ لگی کی پلٹ کر فرش پر جا پڑا۔ ایک لمحے کے لئے تو مجھے تارے نظر آ گئے۔ میری گدی پر چوٹ لگی تھی۔ میں سنبھل ہی رہا تھا کہ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس نے اپنا ہاتھ میرے پسٹل پر ڈال دیا۔ میں اس کی ہمت کی داد دیئے بنا نہ رہ سکا۔ وہ مجھ سے پسٹل چھین چکی تھی۔ اگلے ہی لمحے اس نے وہ پسٹل تان کر بولی۔

'' تم کیا سمجھتے ہو کہ ہم اتنی آسانی سے تمہارے ہاتھ آ جائیں گے۔ بولو کون ہو تم ؟'' اس لڑکی کے لہجے میں حکم کے ساتھ حقارت بھی تھی۔ تبھی میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا

'' تم میرے ہاتھ ہی نہیں آئی ہو بلکہ میرے سینے سے بھی لگی بیٹھی ہو۔ اور کتنا قریب آؤں میں تمہارے۔''

'' بکواس بند کرو اور بتاؤ، ورنہ گولی مار دوں گی۔'' وہ چیختے ہوئے بولی

'' تمہارا چاہنے والا ڈارلنگ۔'' میں پھر سے طنزیہ لہجے میں کہا تو بھنا گئی اس نے میری گردن پر دباؤ بڑھاتے ہوئے کہا

'' تم ایسے نہیں مانو گے، اپنے لوگوں سے کہو ہتھیار پھینک دیں۔ ''

'' وہ تو ہتھیار نہیں پھینکیں گے، تم چاہو تو کوشش کر لو۔'' میں نے ہنستے ہوئے کہا تو اس نے میری بات سن کر یوں میری طرف دیکھا جیسے وہ کوئی اور ہی فیصلہ کر چکی ہو۔ تبھی اس نے مڑ کر اس نوجوان سے انتہائی غصے میں کہا

'' او بے غیرت، آگے بڑھ اور اسے باندھ، میں دیکھتی ہوں کہ یہ کیسے فائر کرتے ہیں۔''

اس سے پہلے کہ وہ نوجوان آگے بڑھتا، وہ ادھیڑ عمر شخص اچانک اٹھا اور دائیں جانب کھڑے لڑکے سے گن چھین لینے کی کوشش کی۔ ممکن ہے اس کی یہ کوشش کامیاب ہو جاتی اگر بائیں جانب والا لڑکا الرٹ نہ ہوتا۔ اس نے گن اس کے سر پر ماری تو وہ پھر سے فرش پر جا پڑا۔ اس دوران لڑکی کی توجہ اس طرف ہوئی، جس کا میں نے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے زور سے اوپر اچھالا اور پوری قوت سے کہنی اس کے سینے پر ماری۔ وہ دہری ہوتی چلی گئی۔ اس صورت حال کو دیکھ کر اس نوجوان نے اپنے ہاتھ سر پر رکھ لئے، جس کا مطلب تھا کہ وہ اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر چکا ہے۔ دونوں لڑکوں نے انہیں باندھنے کی بجائے باہر کی جانب مخصوص آواز دی۔ اگلے چند لمحوں میں باہر سے کئی سارے لوگ آ گئے۔ انہوں نے آتے ہی ان سب کو باندھ لیا۔

لڑکی کی آنکھوں میں انتہائی نفرت تھی۔ وہ بندھی ہوئی عجیب سی لگ رہی تھی۔ پہلی بار میں نے اسے غور سے دیکھا۔ وہ تیکھے نقوش والی، چھریرے بدن والی تھی۔ اس کے گیسو کافی لمبے اور گھنے تھے۔ اس کی سیاہ آنکھیں بہت گہری تھیں۔

'' چلو اب نکلو۔'' رندھاوا بولا، جو نجانے کب وہاں آ گیا تھا۔ تبھی میں نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

'' ابھی میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ انہیں ہماری آمد سے پہلے خبر کیسے ہو گئی ؟''

'' انہیں پہلے پتہ تھا؟'' وہ حیرت سے یوں بولا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو۔ میں نے سر ہلاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا اور کہا

'' ہاں، مجھے یقین ہے کہ یہاں کیمرے لگے ہیں اور انہوں بہت جدید.....''

'' تم سوچ بھی نہیں سکتے، یہاں پر کیا کچھ ہے۔ پھر بھی میں تمہاری ہمت کی داد دیتی ہوں کہ تم نے ہمیں باندھ لیا۔ خیر، کب تک..... بس

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تم یہ جان لو کہ یہ تمہاری حرکت تمہیں بہت مہنگی پڑنے والی ہے۔'' اس لڑکی نے حقارت سے کہا تو مجھے اس کا لہجہ انتہائی برا لگا، اس سے پہلے کہ میں اس کا منہ توڑ دیتا، رندھاوے نے جوش سے کہا

''اوئے، اگر کیمروں والی بات ہے تو بس پھر جلدی نکل، انہیں لے جا، باقی میں دیکھتا ہوں، اب یہ ڈیرہ ہمارے قبضے میں ہے۔ تم نکلو، اس کی باتوں میں نہ آؤ۔''

رندھاوے نے بہت معقول بات کی تھی، اس لئے میں نے وہاں کی تلاشی لینے کی بجائے، انہیں اٹھانے کا اشارہ کیا اور تیزی سے باہر نکلتا چلا گیا۔

باہر وہ ملگجی روشنی تھی۔ ان تینوں کو اندرونی کمروں سے باہر تک لانے میں چند منٹ لگے۔ چوکیدار ایک دوسری گاڑی میں پڑا تھا۔ اسی وقت ہماری گاڑی آ گئی تھی۔ انہیں اس میں پھینکا اور ہم ڈیرے سے نکلتے چلے گئے۔ باقی سب نجانے کس طرف نکل گئے تھے۔ تقریباً گھنٹے بھر بعد میں انہیں لے کر اپنے ڈیرے پر تھا۔ چھاکا وہیں میرا انتظار کر رہا تھا۔

وہ تینوں فرش پر بندھے ہوئے پڑے تھے۔ میں ان کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ وہ تینوں ہوش میں تھے۔ میں نے اس ادھیڑ عمر شخص کو بالوں سے پکڑا اور سرد سے لہجے میں پوچھا

''بتاؤ، کیا نام ہے تمہارا اور کہاں سے آئے ہو؟''

''میں نام اجمل ہے اور میں لاہور کے قریب رہتا ہوں۔ وہاں سے آیا ہوں۔'' اس نے بڑے سکون سے کہا تو میں نے اسے جھٹکا دیتے ہوئے پوچھا

''اصل نام اور جگہ بتاؤ، یہ جان لو کہ اگر تم نہیں بتاؤ گے تو تمہارا ہر ریشہ بتائے گا۔''

''تو ہر ریشے سے پوچھ لینا۔'' اس نے لاپرواہانہ انداز میں کہا تو مجھے تپ چڑھ گئی، میں نے خود پر کنٹرول کرتے ہوئے کہا

''چلو، پھر ایسے ہی سہی۔'' یہ کہہ کر میں اٹھ گیا۔ اور قریب کھڑے لڑکے سے کہا ''اس کے کپڑے اتارو، اور دیکھو یہ مسلمان ہے یا نہیں؟''

''تمہیں کوئی شدید غلط فہمی ہو گئی ہے مسٹر، ہم یہاں اپنے سرکاری کام سے موجود ہیں۔ چاہے تو چوہدری شاہنواز کو بلا کر پوچھ لو۔ بعد میں مت پچھتانا، میں تم سے.....''

اس کے لفظ اس کے منہ ہی میں رہ گئے۔ وہ لڑکا اس کے کپڑے اتارنے لگا تھا۔ وہ اس کے قابو میں نہیں آ رہا تھا۔ اس لئے باہر سے دو مزید لڑکے آ گئے۔ چند منٹ بعد اس کے کپڑے اتار دیئے گئے۔ وہ مسلمان نہیں تھا۔

''دیکھو، میں تم پر تشدد نہیں کرنا چاہتا، اپنے بارے میں اصل بات بتا دو گے تو ممکن ہے تمہارے بارے میں اچھا سوچ لوں۔''

''تم لوگ کون ہو؟'' اس نے ڈھیلے سے لہجے میں پوچھا تو میں نے ہنستے ہوئے کہا

''ہمیں بزنس مین کہہ لو، ہر طرح کا کاروبار کرتے ہیں، جیسے جنگل سے کوئی جانور پکڑ لیا، اور اسے ایسے شخص کو بیچ دیا جو اس جانور کو پسند

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کرتا ہو، جیسے تم لوگ۔ ہم انہیں دے دیں گے، جنہیں تمہاری ضرورت ہے۔ وہ تم لوگوں کو بیچیں، یا رکھ لیں یا مار دیں، یا پھر انہیں ہی واپس کر دیں جس نے تم لوگوں کو پالا ہے۔ ہمیں تو نوٹوں سے غرض ہے پیارے، مطلب تم سمجھ ہی گئے ہو گے، اغوا برائے تاوان۔''

''میں تمہیں نوٹ دیتا ہوں، تم ہمیں چھوڑ دو۔'' اس نے تیزی سے کہا

''کیسے دو گے، تم تو ہمارے پاس ہو اور تمہارے تن پر کوئی کپڑا نہیں ہے، جس میں کوئی پیسا پڑا ہو۔'' میں نے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا

''دیکھو۔! چوہدری شاہنواز کو پیغام دے دو، تمہیں تمہاری مطلوبہ رقم مل جائے گی۔'' وہ سنجیدگی سے بولا

''میں اپنی مطلوبہ رقم کا اندازہ کیسے لگاؤں گا۔ یہ تو پتہ چل گیا ہے کہ جو تعارف تم نے کرایا ہے وہ غلط ہے۔ تم جو کوئی بھی ہو، اپنا آپ چھپا رہے ہو۔ مجھے اس سے غرض نہیں کہ تم کون ہو، کیا کرتے ہو، خیر نہ بتاؤ، میں اس لڑکی پر ٹرائی کر کے دیکھ لیتا ہوں۔''

''تم چاہتے کیا ہو؟'' لڑکی نے پوچھا

''میں تو نوٹ چاہتا ہوں، نوٹ.....'' میں نے کسی لالچی بندے کی طرح کہا تو وہ بولا

''کہا تو ہے کہ چوہدری شاہنواز سے رابطہ.....''

''نہیں ہمارا طریقہ کار کچھ الگ سے ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تم تینوں میں سے ایک بندے کو چھوڑ دیا جائے گا۔ وہی ہمارا پیغام دے گا اور رقم پہنچائے گا، جہاں ہم کہیں گے۔ ہم فون وغیرہ کے چکر میں نہیں پڑتے کہ وہ ٹریس ہو جاتا ہے۔ خیر، تم لوگوں کی قیمت کا اندازہ لگانا ہے، اپنے بارے بتاتے ہو یا کروں اس حسینہ سے بات۔''

یہ کہتے ہوئے میں نے اس کے چکنے گالوں پر کسی شہدے کی مانند ہاتھ پھیرا تو اس نے نفرت سے اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیا۔

''میں نے کہا نا کہ چوہدری.....'' اس نے کہا تو میں نے پوری قوت سے تھپڑ اس کے منہ پر دے مارا اور سخت لہجے میں کہا

''لگتا ہے تم ایسے نہیں مانو گے۔'' یہ کہہ کر میں نے اپنی پنڈلی سے بندھا ہوا خنجر نکالا اور اس کے سینے پر کراس کا نشان بنا دیا۔ نوک اتنی گہری نہیں رکھی تھی۔ لیکن پھر بھی خون تیزی سے نکلنے لگا تھا۔ وہ ایک دم سے بلبلاتے ہوئے چیخ اٹھا۔ کمرہ اس کی دھاڑوں سے گونج گیا۔ میں نے قریب رکھا ہوا نمک اٹھایا اور اس کے زخموں میں بھرتے ہوئے کہا'' سنا ہے یہ تمہارے ملک میں بہت مہنگا ہے اور ہم اسے کھانے کی بجائے یوں بھی استعمال کرتے ہیں۔ اب بھی بولو گے یا.....'' میں نے یہ کہتے ہوئے اس کی ران کی طرف اشارہ کیا۔

''میں اجمل ہوں۔ اجمل مسیح، تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے کہ میں کسی دوسرے ملک سے تعلق رکھتا ہوں۔'' اس نے دھاڑتے ہوئے کہا تو میں نے اس کی ران پر زخم بنا دیا اور کہا

''تم سوچو، میں اس حسینہ سے پوچھتا ہوں۔'' میں یہ کہہ کر اس کی طرف لپکا تو وہ تیزی سے بولی

''اتنے مرد ہو تو مجھے کھول کر.....''

لفظ اس کے منہ ہی میں رہ گئے اور میں نے خنجر کی نوک اس کی گردن پر رکھ دی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''میں نہیں چاہتا کہ میرے نوٹ کم ہو جائیں۔لیکن ایسا بھی نہیں کہ تجھے زندہ رکھوں۔''

یہ کہتے ہوئے میں نے لڑکوں کی جانب دیکھا اور اس نوجوان کے بھی کپڑے اتارنے کا اشارہ کیا۔تبھی وہ لڑکا تیزی سے بولا

''میں مسلمان ہوں اور یہ دونوں، انڈین ہندو ہیں۔میں.....فرحان ہوں، میں تمہیں ساری بات بتا دیتا ہوں۔''

''ٹھیک ہے،تم بتاؤ،اگر تمہاری بات کی تصدیق ہوگئی تو.....''میں نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑ دیا اور اس کی طرف دیکھنے لگا۔اس نے ایک لمحے کو سوچا اور کہنے لگا۔

''میں لاہور رہتا ہوں،علامہ اقبال ٹاؤن میں۔یہ مجھے وہیں ملی۔پہلی بار میں نے اسے مارکیٹ میں دیکھا تھا۔پھر ہم میں بس تعلق ہوگیا۔پھر یہ اچانک غائب ہوگئی۔تقریباً ایک سال بعد مجھے ملی۔مجھے پتہ ہی نہیں چلا کہ یہ مجھ سے کیا کام لیتی رہی ہے۔اب جبکہ میں پولیس کی نظروں میں مشکوک ہوگیا تو اس نے مجھے یہاں بلا لیا۔یہاں آ کر مجھے پتہ چلا کہ یہ مشکوک لوگ ہیں اور ان کا تعلق بھارت سے ہے۔''

''اگر تمہارے بارے میں لاہور سے پتہ کیا جائے تو.....''لفظ ابھی میرے منہ ہی میں تھے کہ چھاکے نے رندھاوے کے آ جانے کی خبر دی۔میں دیر اس لئے کر رہا تھا کہ رندھاوا انہیں آ کر لے جائے۔یہ اس کا سر درد تھا کہ وہ کون ہیں۔یہ اس نے ثابت کرنا تھا۔میں نے تو محض اس کی مدد کی تھی۔لیکن میں کسی نہ کسی طرح شاہنواز کو اپنے سامنے کھولنا چاہتا تھا۔مجھے معلوم تھا کہ آج نہیں تو کل،ان کے بارے میں اسے پتہ چل جانا ہے کہ میں نے اغوا کیا ہے۔میری دشمنی تو بن جانی تھی۔لیکن کم از کم اسے یہ تو معلوم ہونا کہ وہ بھی غیر ملکی ایجنٹ ہے۔اس لئے میں باہر چلا گیا۔رندھاوا باہر لڑکوں کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔مجھے دیکھ کر کھڑا ہوگیا۔

''چوہدری شاہنواز پاگل ہو رہا ہے۔اس کے بندے تھانے میں بیٹھے ہیں تاکہ یہ آئیں اور انہیں لے جائیں۔مگر میں انہیں اب ان کے ہاتھ میں نہیں دینے والا۔''وہ تیزی سے بولا

''تو انہیں لے جا رندھاوا،مگر شاہنواز کو کب پکڑنا ہے،وہ میرے لئے دردسر بن جائے گا۔''میں نے کہا تو بولا

''اس پر میں ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔خفیہ والے ہی ڈالیں گے ہاتھ اس پر۔''

''لیکن میں چاہتا ہوں کہ وہ ابھی ہتھے چڑھ جائے،اور وہ تیرے خفیہ والے اسے ابھی لے جائیں۔''میں نے تیزی سے کہا

''یہ تو پھر بات کرنا پڑے گی۔''اس نے سوچتے ہوئے کہا تو میں نے اسے اغوا والی بات بتا کر کہا

''ایک کوشش کر لیتے ہیں تو ان لوگوں سے بات کرو،ممکن ہے ابھی وہ نہیں تو اس کا کچھ نہ کچھ تو ثبوت ملے یار۔''

''چل،جیسے تو چاہے۔کوشش کر لے۔''اس نے سوچتے ہوئے کہا اور میرے ساتھ اندر چل دیا۔

وہ تینوں فرش پر بیٹھے ہوئے تھے۔رندھاوا اندر جا کر انہیں دیکھتے ہوئے بولا

''اب ان کا کیا کرنا ہے؟،بات کر لی ان کی؟''

''نوٹوں کا معاملہ طے ہوگیا ہے نا،اس کے بعد جو ہو،ہمیں کیا۔''میں نے کہا تو وہ سمجھ گیا اس لئے جوش سے خوش ہوتے ہوئے بولا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اصل میں ان کی رقم بڑی تگڑی مل رہی ہے۔ یہ بڑے اہم لوگ ہیں۔ بھارت کی تنظیم را کے ایجنٹ ہیں۔ یہ فرحان تو پاکستانی ہے، اور اس لڑکی کے ہاتھوں استعمال ہوا ہے۔ اس کا باپ اتنی زیادہ رقم نہیں دے رہا ہے۔ اسے شاید چھوڑنا پڑے۔''

''اور ان لوگوں کے بارے تو ہم ان کی حکومت سے بات نہیں کر سکتے، انہیں تو مارنا ہی پڑے گا۔'' میں نے سکون سے کہا تو وہ جلدی سے بولا

''ارے نہیں، میں نے ان کے پکڑنے سے پہلے ہی سارے آپشن دیکھے تھے، ان کی حکومت سے نہ سہی، ان کے مخالفین تو ہیں۔''

''چلو پھر ڈن کرو اور انہیں یہاں سے غائب کرو۔'' میں نے اطمینان سے کہا

''دیکھو! اگر تم لوگوں کو دولت ہی چاہئے تو میں دے سکتا ہوں۔'' اس نے کہا جس نے اپنا نام اجمل مسیح بتایا تھا۔

''کیسے..... کیسے دے پاؤ گے تم؟'' رندھاوے نے پوچھا

''صرف ایک بار چوہدری شاہنواز سے بات کر لیں، میں گارنٹی دیتا ہوں کہ وہ منہ مانگی رقم دے دے گا۔ آپ لوگ بات تو کرو۔'' اس نے الجھتے ہوئے ہوئے کہا تو میں بولا

''تم نے اپنے بارے میں درست نہیں بتایا تو میں یہ بات کیسے مان لوں۔ تمہارا یا شاہنواز کا کیا اعتبار۔''

''اب جاننے کی ضرورت بھی نہیں ہے، مجھے صرف یہ پتہ ہے کہ ان کے نوٹ مل رہے ہیں۔ میں ابھی انہیں لے جاتا ہوں۔'' رندھاوے نے کہا

''دیکھو، ایک بار، میری بات کرا دو۔'' لڑکی نے کہا تو میں ایک دم سے کہا

''چلو، تیری بات مانتے ہیں۔ کرتے ہیں فون۔'' میرے یوں کہنے پر ان کے چہروں پر ایک دم سے رونق آ گئی۔ مجھے ایسی بات کرنے کا تجربہ تھا۔ میں نے اس کا نمبر پوچھا اور باہر آ کر روہی میں فون ملا کر انہیں نمبر دے دیا۔ چند منٹوں کے بعد رابطہ ہو گیا۔ میں نے اپنی آواز بدلتے ہوئے کہا

''تیری ڈیرے سے جو لوگ اغوا ہوئے ہیں وہ میرے پاس ہیں۔''

''تو جو کوئی بھی ہے۔ وہ لوگ زندہ رہیں یا مر جائیں۔ لیکن تو زندہ نہیں رہے گا، میں تجھے ڈھونڈ نکالوں گا، تجھے پتہ نہیں تو.....''

''بکواس کرتا رہے گا یا اپنے ان رشتے داروں سے بات بھی کرے گا، جو تیرے ساتھ بات کرنے کو بے تاب ہیں۔''

''بات کراؤ۔'' اس نے کہا تو میں نے فون اس لڑکی کو دے دیا۔ اس نے فون کان سے لگاتے ہی کہا۔ ''شاہنواز جی، انہیں ان کی مطلوبہ رقم دے دیں۔ وہ آپ کو مل جائے گی۔'' پھر دوسری طرف سے نجانے کیا سنتی رہی، لیکن میں بات مکمل نہیں ہونے دی اور فون لے کر کہا

''اب کیا خیال ہے؟''

''جتنی چاہو اور جہاں چاہو، میں رقم تجھے ابھی دینے کے لئے تیار ہوں، لیکن میرے بندوں کو کوئی نقصان نہیں ہونا چاہئے۔'' اس نے سخت لہجے میں کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''نہیں ہوگا اگر تم نے وعدہ خلافی نہ کی تو۔'' میں نے کہا

''نہیں وعدہ خلافی نہیں ہوگی۔ رقم بولو۔'' اس نے کہا تو میں بولا

'' تین کروڑ۔'' میں نے اس سے رقم مانگ لی تو اس نے لمحہ بھی ضائع نہیں کیا اور بولا

''ڈن ہوگیا۔''

اس نے رقم دینے کا وعدہ کرلیا۔ میں نے اسی وقت طے کرلیا کہ رقم کیسے لینی ہے، اور بندے کیسے دینے ہیں۔ وہ مان گیا۔ میں اور رندھاوا باہر آ گئے۔

''چوہا، بل سے باہر آ رہا ہے، میں ساری صورت حال بتاتا ہوں۔''

یہ کہہ کر رندھاوے نے فون پر بات کی۔ ہم وہیں کھڑے تھے۔ شاید وہ لوگ قریب ہی تھے۔ کچھ ہی دیر بعد چند فوجی جو اس وقت عام شلوار قمیض میں تھے، تیزی سے اندر آئے اور کمرے کی جانب بڑھے۔ انہوں نے زیادہ وقت نہیں لیا، ان تینوں کو اٹھا کر لے گئے۔ ایک میجر رینک کے آفیسر کے سامنے یہ کاروائی ہوتی رہی۔ ٹرک ان تینوں کو لے کر چلا گیا تو وہ آفیسر میرے پاس آیا اور ہاتھ ملا کر بولا

''مسٹر جمال۔ آپ نے بہرحال ایک اچھا کام کیا ہے۔ اور یہ بھی کہ شاہنواز اب سامنے آئے گا۔''

''اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس شاہنواز کو پکڑتا ہوں۔'' میں نے تیزی سے کہا تو وہ مضبوط لہجے میں تیزی سے بولا

''نہیں، اب ہم اسے پکڑ لیں گے۔''

''ٹھیک ہے، جیسے آپ کی مرضی۔'' میں نے کاندھے اچکا کر کہا تو اسی انداز میں بولا

''میں مانتا ہوں کہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں نے انہیں ٹریس تو کرلیا تھا لیکن تلاش نہیں کر پائے۔ یہ ایک امرناتھ تھا اور وہ لڑکی، مالنی دیوی تھی۔ یہ دونوں تقریباً چھ سال سے اسی علاقے میں کام کر رہے تھے۔ وہ لڑکا فرحان اس لڑکی کے جال میں پھنس گیا تھا۔ یہ اس لڑکے سے مختلف کام لیتی تھی۔ اسے اپنی محبت وغیرہ کا چکر دیا ہوا تھا۔ جوان کا طریقہ ہوتا ہے، آپ کو معلوم ہی ہوگا۔''

''چلیں اب تو میدان صاف ہوگیا، لیکن مجھے نہیں لگتا، ان کے اثرات تو یہاں ہوں گے؟'' میں نے کہا تو وہ بولا

''ظاہر ہے ان کے اثرات ابھی یہاں ہوں گے۔ اور ممکن ہیں ہوں بھی۔ شاہنواز کے پاس یہ چھپے ہوئے تھے، اسے ابھی پکڑنا ہے، آپ محتاط رہنا، وہ ہاتھ آ گیا تو پھر میدان صاف ہوگا۔ میں آج کل میں آپ کے ساتھ دوبارہ ملتا ہوں۔ آپ نے پلان کرلیا، شکریہ۔''

''اگر وہ ابھی ہاتھ نہ آیا تو؟'' میں نے پوچھا

'' ہمارے پاس دوسرے راستے بھی ہیں۔'' اس نے تیزی سے کہا

''میجر، جیسے یہ آپ کا وطن ہے، ویسا ہی میرا بھی ہے۔ مجھے اپنے وطن کے لئے کام کر کے خوشی ہوگی۔ میں آپ کا انتظار کروں گا۔'' میں نے اس کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے کہا تو وہ مسکرا کر پلٹ گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''او یار جمال تیری مہربانی، لیکن بہت خیال رکھنا، شاہنواز کی کہانی ختم مجھو۔'' رندھاوے نے کہا، ہاتھ ملایا اور تیزی سے اپنی گاڑی کی طرف چلا گیا۔ اس وقت دن نکلنے کو تھا، جب ہر طرف ایسی خاموشی چھا گئی، جو طوفان آنے سے پہلے کی ہوتی ہے۔

☆.....☆.....☆

جسپال چھت پر ٹہلتے ہوئے تھک گیا۔ ان دونوں نے ساری رات مختلف پہلوؤں سے پلان کیا تھا۔ اگر دشمن یوں آیا تو ہم ایسے کریں گے۔ وہ باتیں کر کے تھک گئے تو خاموش ہو گئے تھے۔ اس نے چاروں طرف دیکھا اور تانی کے پاس پڑی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ تبھی تانی نے ریسٹ واچ دیکھتے ہوئے نیند سے بوجھل بھاری آواز میں کہا

''لگتا ہے یہ رات سکون سے گذر جائے گی۔''

''اچھا ہے سکون سے گذر جائے۔ سارہ بے چاری نجانے کب سے سکون کی نیند نہیں سوئی ، آج وہ بھی سکون ہی سے سو رہی ہے۔'' جسپال نے دھیمے سے لہجے میں کہا تو تانی ہنستے ہوئے بولی

''اس نے تمہیں نیند میں جا کر بتایا کہ اب میں سکون سے سو رہی ہوں۔''

''نہیں، ابھی کچھ دیر پہلے میری شاہد سے بات ہوئی ہے، وہ جاگ رہا ہے۔ اپنوں کو بچانے اور ان کی حفاظت کا خوف انسان کو بے چین رکھتا ہے۔ کتنے دنوں بعد اسے اپنا بیٹا دیکھنا نصیب ہوا ہے۔ باپ ملا ہے۔ کبھی کبھی آسودگی بھی انسان کو بے چین کر دیتی ہے۔'' جسپال نے حسرت آمیز لہجے میں کہا تو تانی اٹھتے ہوئے بولی

''جسپال تم یہ موٹی موٹی باتیں کب سے کرنے لگے ہو۔ رومی میں تم ایسے نہیں تھے، بڑے لاابالی اور غیر سنجیدہ قسم کے بندے تھے نا۔''

''وقت وقت کی بات ہے پیاری۔'' یہ کہتے ہوئے وہ بھی مسکرا کر اٹھ گیا۔ دونوں پھر سے ٹہلنے لگے۔ اچانک تانی کی نگاہ ملگجے اندھیرے میں ان کاروں پر جم گئی، جو ان کے بنگلے سے ذرا فاصلے پر ایک دم سے رک گئیں تھیں۔ ان میں سے کافی سارے لوگ باہر نکل آئے تھے۔ اس نے جسپال کی جانب دیکھا وہ بھی اسی طرف دیکھ رہا تھا۔

'' فوراً شاہد کو فون کر کے بتا دو، میں سیکورٹی والوں کو الرٹ کرتا ہوں۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے اپنا فون نکالا اور نمبر پش کر دیئے۔ شاہد سمجھتا تھا کہ ایسے وقت میں اسے کیا کرنا ہے۔

وہ چار کاریں تھیں، جن میں سے لگ بھگ پندرہ سولہ آدمی نکل آئے تھے۔ انہوں نے آہستہ آہستہ بنگلے کو گھیرنا شروع کر دیا۔ جسپال ان کے طریقے کو سمجھ گیا تھا۔ تانی نے شاہد کو بتا دیا تھا سیکورٹی والے الرٹ ہو گئے تھے۔ ان میں سے کچھ لوگ بنگلے کے پیچھے آ گئے تھے۔ لگ رہا تھا کہ ایک دم سے چاروں طرف سے حملہ کریں گے۔ یہ بہت خطرناک صورت حال تھی۔ وہ دو طرف سے تو مقابلہ کر سکتے تھے، چاروں طرف سے نہیں۔ ان میں سے اگر چند بندے بھی اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تو شاہد ان کا مقابلہ نہیں کر پائے گا اور سکون سے سوئی ہوئی سارہ کے ساتھ نجانے کیا ہو؟ یہی سوچتے ہوئے جسپال ایک دم سے بے چین ہو گیا۔ اس کے بدن میں سنسنی پھیل گئی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

باہر سے ہوئے حملہ آور انہیں ہار پہنانے نہیں آئے تھے، جو بھی ان کے راستے میں آتا اسے جان سے مار دینا ہی ان کا مقصد تھا۔ تانی بھاگ کر بنگلے کے پچھواڑے دیکھ رہی تھی۔ وہ لوگ تیزی سے پھیل کر باہر کھڑے تھے۔ تانی بے آواز قدموں سے بھاگتی ہوئی واپس آئی اور صورت حال بتا کر بولی

''سیکورٹی والے محض چار لوگ ہیں یا پانچ اور وہ بھی گیٹ پر..... اب کیا کیا جائے۔''

''ان کی جان لے لیں گے یا اپنی جان دے دیں گے، بس اتنا ہی ہوگا۔ تم بلٹ ضائع مت کرنا سمجھ لینا جمال تمہارا امتحان لے رہا ہے، جو اس نے سکھایا ہے اسے ضائع مت کر دینا تانی۔'' جسپال کے لہجے میں درندگی عود آئی تھی۔ لفظ اس کے منہ ہی میں تھے کہ دائیں جانب والی دیوار سے ایک شخص کود کر اندر آ گیا۔ جسپال نے اپنی گن سیدھی کی اور فائر داغ دیا۔ اگلے ہی لمحے ایک چیخ فضا میں بلند ہوئی اور باہر ہلچل مچ گئی۔ اس کے ساتھ ہی تیز فائرنگ سے ماحول گونج اٹھا۔

ہر طرف سے گولیاں برسنا شروع ہو گئیں تھیں۔ جسپال اور تانی چھوٹی دیوار کی آڑ میں نشانہ لگاتے اور آگے بڑھ جاتے۔ کچھ ہی منٹوں میں کافی سارے لوگ گر چکے تھے۔ ماحول پر ایک دم سے سکوت طاری ہو گیا۔ اسی دوران جسپال کا فون بج اٹھا۔ وہ کوئی اجنبی کال تھی۔ جسپال نے فون رسیو کر لیا تو دوسری طرف سے تیزی میں کہا گیا۔

''جسپال گھبرانا نہیں، ہم تمہاری مدد کو پہنچ رہے ہیں۔ ہم سے پہلے کچھ لوگ آئیں گے، وہ باہر موجود لوگوں کی مدد کو پہنچ رہے ہیں۔ بس چند منٹ انہیں روکے رکھو۔''

''تم کون ہو؟'' اس نے پوچھا

''یہ تعارف کا وقت نہیں۔ ہم انہیں سنبھال لیں گے، بس چند منٹ.....'' یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ جسپال نے فون سیٹ کو گھورا اور تانی کے پاس جا کر کال کے بارے میں بتایا۔ وہ فقط سر ہلا کر رہ گئی۔ ایسے ہی وقت میں دو کیبن گاڑیاں وہاں آ رکیں۔ ان میں سے تیزی کے ساتھ چند لوگ نکلے اور ایک دم سے چاروں جانب بھاگ اٹھے۔ جسپال نے ایک کو نشانہ بنا لیا، وہ سڑک پر گرا۔ تبھی دائیں جانب کمپاؤنڈ میں ایک دستی بم آ کر گرا، جس کے دھماکے سے کھڑکیاں تک لرز اٹھیں۔ اس کے ساتھ ہی چند لوگ دیوار پار کر کے اندر آ گئے۔ تانی نے جیسے ہی ایک کو نشانہ بنا، گولیوں کی بوچھاڑ آئی۔ اگر تانی لمحے کے بھی آدھے وقت میں نیچے نہ جھکتی تو اس کا بدن چھلنی ہو جانا تھا۔ اسی وقت بائیں جانب ایک دستی بم اور آن گرا۔ اس کے ساتھ ہی کچھ بندے اندر آ گئے۔ انہیں یہ اچھی طرح معلوم ہو گیا تھا کہ جو بھی فائرنگ ہو رہی ہے اوپر چھت پر سے ہی ہو رہی ہے۔ وہ انہیں اٹھنے کا موقعہ ہی نہیں دے رہے تھے۔ وہ مسلسل چھت پر فائرنگ کر رہے تھے۔ صورت حال سنگین ہو گئی تھی۔ ایسے میں جسپال کا فون بج اٹھا۔ اس نے کال پک کی تو دوسری طرف وہی بولا

''حوصلہ رکھنا، میں پہنچ گیا ہوں۔''

اس کے ساتھ ہی فون بند ہو گیا۔ اس وقت تانی جسپال کے قریب آ گئی اور اونچی آواز میں بولی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''سارہ اور شاہد کا کچھ پتہ ہے، وہاں کیا صورت حال ہے؟''

اس کے یوں کہنے پر جسپال نے ایک لمحے لے لئے سوچا اور اس کی طرف دیکھ کر بولا

''تم فوراً نیچے چلی جاؤ۔ وہ گھبرا کر کچھ الٹا سیدھا نہ کر لیں، جلدی جاؤ۔''

یہ سنتے ہی تانی نیچے کی طرف بھاگی۔ جسپال نے نیچے دیکھا، بنگلے کے اردگرد کافی سارے لوگ تھے اور کچھ کمپاؤنڈ میں آ چکے تھے۔ وہ دھیرے دھیرے آگے بڑھ رہے تھے۔ بلاشبہ ان کا مقصد سارہ اور شاہد کو زندہ پکڑنا تھا، ورنہ اب تک وہ انہیں ختم کرنے کے لئے بہت کچھ کر سکتے تھے۔ جیسے ہی جسپال نے یہ سوچا، اس نے تاک تاک کر کمپاؤنڈ میں موجود حملہ آوروں کا نشانہ لینے لگا۔ کسی کی چیخ بلند ہوتی تو اس کے ساتھ ہی برسٹ اوپر کی جانب مار دیا جاتا۔ اسی نشانہ بازی میں تھوڑا وقت گذرا تھا کہ باہر ایک دم سے فائرنگ شروع ہوگئی۔ جسپال نے باہر کی طرف دیکھا، کچھ مختلف گاڑیاں سڑک پر رک رہی تھیں۔ ان میں سے کافی سارے لوگ باہر آ کر ان حملہ آوروں پر بے دریغ فائرنگ کر رہے تھے۔

اچانک ہی ماحول بدل گیا۔ ان کے پیچھے ہی پولیس کی گاڑیاں آ گئیں۔ حملہ آور بھاگنے لگے۔ جو بچے تھے، ان کی پکڑ دھکڑ شروع ہوگئی۔ جسپال تیزی سے نیچے آیا۔ زخمیوں کے لئے ایمبولینس آ چکی تھی۔ سارا، شاہد، اس کا بیٹا مراد اور باپ ایک کمرے میں تھے اور ان کے پاس تانی موجود تھی۔ جسپال باہر کمپاؤنڈ میں آ گیا تو ایک لمبا تڑنگا نوجوان، جس کے بال کافی لمبے اور سیاہ تھے، گھنی داڑھی، بھاری مونچھیں اور کسرتی بدن کا مالک وہ نوجوان اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے اپنے پتلے پتلے گلابی لبوں پر مسکراہٹ لا کر کہا

''تم جسپال ہو نا؟''

''ہاں اور تم؟'' اس نے پوچھا

''ابھی میں نے ہی فون کیا تھا تمہیں، بدر نام ہے میرا۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو جسپال نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

''کون ہو تم اور یہ حملہ آور کون.....'' جسپال نے پوچھنا چاہا تو وہ بات کاٹ کر بولا

''سب کچھ معلوم ہو جاتا ہے، آؤ۔'' یہ کہہ کر وہ بنگلے کے پیچھے چلا گیا۔ وہاں تین بندے پکڑے ہوئے تھے۔ ان کے پاس چند لوگ گنیں لئے کھڑے تھے۔ انہیں دیکھ کر بدر نے جسپال سے کہا، ''باقی سب کو پولیس لے گئی ہے، زخمی ہسپتال میں ہوں گے اور باقی حوالات میں، یہ بچے ہیں ان سے ساری بات پوچھتے ہیں۔'' یہ کہتے ہوئے وہ کے قریب چلے گئے۔ گنوں والے دو قدم پیچھے ہٹ گئے۔ بدر نے جاتے ہی ایک بندے کی پسلیوں میں ٹھوکر مارتے ہوئے کہا، ''اب شروع ہو جاؤ میرے لال، کس نے بھیجا ہے تم لوگوں کو؟''

زمین پر پڑا ہوا وہ شخص کراہ کر رہ گیا مگر زبان سے کچھ نہیں بولا، چند لمحے انتظار کے بعد جب وہ نہیں بولا تو گن لئے ہوئے شخص نے کہا

''میں جانتا ہوں جی، یہ کون ہیں، اور کس کے بندے ہیں۔''

''کیا یہ نہیں بتائے گا؟'' بدر نے پوچھا

''اسے کچھ دیر لگے گی۔'' گن والی شخص نے ہنستے ہوئے کہا تو بدر نے کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''کون ہیں یہ لوگ؟''

''یہ اصغر ڈکیت کے لوگ ہیں اور مہرل شاہ کے لئے کام کرتے ہیں۔''

یہ سن کر بدر نے زمین پر پڑے ایک بندے کو اٹھا کر پوچھا،

''کیوں بھئی، یہ درست کہہ رہا ہے یا غلط اطلاع دے رہا ہے۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ بھی خاموش رہا۔ بدر چند لمحے اسے دیکھتا پھر ایک دم سے اس نے بندے کو اٹھایا، اسے فضا میں اچھالا، وہ اوپر سے جیسے ہی نیچے آیا بدر نے اپنا گھٹنا آگے کر دیا، اس کے کمر گھٹنے پر آ کر لگی، کڑک کی آواز آئی اور اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اس کی کرب ناک کراہ بلند ہوئی، اس کے ساتھ ہی وہ بے دم ہو کے گھوما اور زمین پر جا پڑا۔ فوری طور یہ اندازہ نہیں ہوا پایا کہ وہ مر گیا یا فقط بے ہوش ہوا تھا۔ بدر نے اس کی طرف سے نگاہیں گھما کر تیسرے کی جانب دیکھا تو تیزی سے بولا

''ہاں، ہم اصغر ڈکیت کے لئے کام کرتے ہیں، اور اس کا سرپرست مہرل شاہ ہے۔ اب چاہو تو مجھے گولی مار دو۔''

''مجھے جانتے ہو؟'' بدر نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے اسی کی طرف دیکھ کر پوچھا

''نہیں، مگر ایک ہی بندہ اصغر ڈکیت کا سامنا کر سکتا ہے اور وہ بدر چانڈیو ہے۔ کیا تم وہ ہی ہو؟'' اس نے غور سے بدر کی جانب دیکھ کر پوچھا

''ہاں، جاؤ، اب بھاگ جاؤ، اصغر سے کہنا کہ اگر وہ مرد ہے نا تو میرا سامنا کرے، اور مہرل شاہ سے کہہ دے کہ اب اس کے دن گنے جا چکے ہیں۔ ان دونوں کی لاشیں بھی میرے پیغام کے ساتھ لے جا۔'' یہ کہہ کر اس نے اپنا پسٹل نکالا، دو فائروں میں زمین پر پڑے بندے مار دیئے۔ پھر جسپال کی جانب دیکھ کر بولا ''آؤ ذرا اندر کا حال معلوم کریں۔''

وہ دونوں تیزی سے اندر گئے تو سبھی ڈرائنگ روم میں جمع ہو چکے تھے۔ انہیں دیکھ کر شاہد سرسراتے ہوئے انداز میں بولا

''میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ مجھے ایسا بھیانک منظر دیکھنے کو ملے گا۔ اگر آپ سب ہماری مدد نہ کرتے تو اب تک ہماری لاشیں.....'' یہ کہہ کر وہ جھرجھری لے کر خاموش ہو گیا۔ اس پر بدر نے اسے غور سے دیکھا اور گویا ہوا

''یہ تو اب ہونا ہے شاہد جی، یہ اس وقت تک چلے گا، جب تک ہم نہ مر جائیں یا پھر وہ مہرل شاہ اور پرسارام کو نہ مار دیں۔''

''یہ بہت مشکل نہیں ہو جائے گا۔؟'' اس نے خوف زدہ ہوتے ہوئے پوچھا

''ہے تو سہی، لیکن ناممکن نہیں ہے ان لوگوں کو مارنا۔ تھوڑی سی محنت کرنا ہو گی۔'' بدر نے کہا تو تانی بولی

''کیسے ہو گا یہ سب؟''

''دیکھو، ہم اس وقت ایسی کوئی بات نہیں کریں گے۔'' یہ کہہ کر بدر نے مراد اور اس کی طرف دیکھ کر کہا ''بزرگوں، آپ اسے ساتھ لے جا کر سو جائیں، سکون سے، ہم ادھر ہیں۔''

وہ سمجھ گیا اور مراد کو لے کر اندر کی جانب بڑھ گیا۔ تو جسپال بولا

''اصل میں اب دو ہی راستے ہیں، اور ان میں سے ایک کو چننا ہو گا، ایک یہ کہ ہم اپنے آپ کو دشمنوں سے بچاتے رہیں اور دوسرا دشمنوں

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہی کو مار کر سکون سے زندگی گذاریں۔"

"تم ٹھیک کہتے ہو جسپال لیکن سب سے بڑا ایک مسئلہ ہے، ہماری توجہ دو طرف ہوگی۔ ایک طرف ہم انہیں بچائیں گے اور دوسری طرف دشمنوں پر وار کریں گے۔"

"تمہارے کہنے کا مطلب ہے، پہلے انہیں کوئی محفوظ ٹھکانہ دیا جائے، پھر....." جسپال نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی تو تانی نے کہا

"بالکل۔ بدر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ سوچنے والی بات یہ کہ وہ محفوظ ٹھکانہ کون سا ہو سکتا ہے؟"

"وہ بھی دیکھ لیتے ہیں۔ لیکن پہلے شاہد سے تو پوچھ لیں۔" بدر نے کہا وہ تیزی سے بولا

"جو آپ مناسب سمجھیں۔"

"تو ٹھیک ہے، سوچتے ہیں کہ تم لوگوں کے لئے کیا کیا جائے۔" جسپال نے کہا اور تانی کی طرف دیکھا، وہ سمجھ گئی کہ اس نے کیا کرنا ہے۔

☆.....☆.....☆

صبح کا اجالا پھیل گیا تھا جب میں چھاکے کے ساتھ گھر آ گیا۔ اس نے مجھے گھر کر دروازے پر اتارا اور خود اپنے گھر کی جانب چلا گیا۔ جب تک میں فریش ہو کر اپنے کمرے میں آیا سونی ناشتہ لے کر بیٹھی ہوئی تھی۔

"پتہ ہے اماں کیا کہہ رہی تھی، ابھی مجھ سے۔"

"کیا کہہ رہی تھی؟" میں نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے پوچھا تو وہ تنے ہوئے لہجے میں بولی

"وہ کہہ رہیں تھیں کہ اب جمال کو سکون سے رہنا چاہئے۔ ادھر ادھر کی فضول حرکتوں سے باز آ جائے اور کوئی ڈھنگ کا کام کرے۔"

"ویسے اماں ہیں کہاں؟" میں نے جان بوجھ کر پوچھا تو بولی

"خالہ صغراں کے گھر گئی ہیں، میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے۔"

"اچھا یہ سب ہو جائے تو کیا ہوگا؟" میں نے نوالہ منہ میں رکھتے ہوئے پوچھا تو وہ تیزی سے بولی

"اپنا گھر بساؤ، اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ رہو، جیسا سب کرتے ہیں۔ یہ اماں کی خواہش ہے۔"

"ٹھیک ہے، سوچوں گا۔" میں نے ہولے سے کہا تو تیز لہجے میں بولی

"ابھی سوچو گے، مطلب ابھی تک تم نے اس بارے سوچا ہی نہیں، تمہیں کچھ احساس ہے کہ نہیں؟"

"تم چائے تو بنا کر لائی نہیں ہو۔ اس کا احساس ہے تمہیں، جاؤ لے کر آؤ، پھر میں بتاتا ہوں۔" میں نے اس کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے کہا تو غصے میں اٹھ کر باہر چلی گئی۔

جب تک میں نے سکون سے ناشتہ نہیں کر لیا، تب تک وہ واپس نہیں آئی۔ پھر جب آئی تو چائے تپائی پر رکھ کر پلٹنے لگی تو میں نے اسے کلائی سے پکڑ لیا۔ وہ رک گئی تو میں نے ایک ہلکا سا جھٹکا دیا، وہ کٹی ہوئی شاخ کی مانند بیڈ پر آ گری۔ میں نے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''سونی۔! میں جانتا ہوں کہ تو کیا سوچ رہی ہے۔ اور تمہیں بھی پتہ ہے کہ ہم اس وقت کتنی بڑی دشمنی میں گھرے ہوئے ہیں۔ ایسے وقت میں گھر بسانا، اور اپنی بیوی اور گھر کی دیکھ بھال کرنا کتنا مشکل ہے۔ یہ گھر، بیوی اور بچے، یہ کمزوری بن جاتے ہیں۔''

''میں اور کچھ نہیں چاہتی، بس تمہارا نام چاہتی ہوں۔ مجھے کوئی خواہش بالکل نہیں ہے۔'' وہ بھیگے ہوئے لہجے میں بولی تو میں نے اس کے بال سہلاتے ہوئے پوچھا

''کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ ہماری دشمنی ختم ہوگئی ہے؟ ''

''نہیں، لیکن کب تک، یہ کب تک چلے گی۔ میں اکتا گئی ہوں۔ میں کہتی ہوں یہ سب زمین جائیداد اُن کے منہ پر مارو اور یہاں سے کسی گمنام جگہ پر جا کر رہتے ہیں۔'' وہ مجھ سے الگ ہو کر تمتماتے ہوئے چہرے کے ساتھ بولی تو میں نے سمجھاتے ہوئے کہا

''تم کیا سمجھتی ہو، وہاں ظالم لوگ نہیں ہوں گے، یہ معاشرہ، اپنا دشمن آپ ہی بنا ہوا ہے، میں نے تم سے کہا نہیں ہے کہ یہ دنیا ایک جنگل ہے اور اس میں فقط طاقت کی حکومت ہے۔''

''میں نہیں جانتی کسی فلسفے کو اور نہ دنیا کو، میں بس تجھے چاہتی ہوں۔'' وہ لاپرواہی سے بولی

''تو بس پھر چاہتی چلی جاؤ۔ سمجھو یہی تیرا نصیب ہے۔'' میں نے ہنستے ہوئے کہا تو وہ غصے میں اٹھ کر باہر چلی گئی۔

میں ناشتہ کر چکا تو وہ باہر نیم کے درخت کے نیچے اکیلی بیٹھی ہوئے تھی۔ میں اس کے پاس جا کر اسی کے ساتھ چارپائی پر بیٹھ گیا تو وہ سمٹ گئی۔ پھر لمحہ بھر بعد بولی

''جمال یہ جرائم کی دُنیا دلدل ہے۔ تم اس میں دھنستے چلے جاؤ گے، واپسی کا کوئی راستہ نہیں ملے گا تمہیں۔ پھر.....''

''مجھے افسوس ہوا ہے سونی۔ تم مجھے مجرم سمجھتی ہو؟ میں تو اُس راہ پر چل نکلا ہوں، جس پر میرے دشمنوں نے مجھے ڈال دیا، اب تو صرف زندگی اور موت کی جنگ ہے، اور تم چاہتی ہوں کہ میں یہ جنگ ہار جاؤں۔ چلو۔! میں نہیں اٹھاتا ہتھیار۔ پھر اگر کسی نے مجھے مار دیا یا اپاہج کر دیا تو اس کی ذمے دار تم ہوگی۔'' میں جذباتی ہو کر کہا تو تیزی سے بولی

''یہی تو میں کہہ رہی ہوں کہ یہ خود پر مسلط کی ہوئی جنگ کو تم خود ہی ختم کرو گے۔'' اس نے دھیمے سے لہجے میں کہا تو میں کوئی بات کئے بنا اٹھ گیا۔ وہ جس زندگی کی بات کر رہی تھی۔ وہ شاید اب میرے مقدر میں نہیں تھی۔

میں الجھے ہوئے دماغ کے ساتھ صحن سے نکل کر باہر والے کمرے میں آ تو گیا لیکن ایک تیکھی سوچ میرے دماغ میں دَر آئی تھی۔ یہ سونی ایک دم سے اتنی خوف زدہ کیوں ہوگئی ہے؟ وہ جو میرے ساتھ زندگی اور موت کے سفر پر چل نکلی تھی، اس نے اس قدر خوف زدہ ہو کر بات کیوں کی تھی؟ کیا واقعی ہی اماں نے اسے ایسا کہنے کو کہا تھا؟ بہت ساری سوچیں میرے دماغ میں الجھتی چلی جا رہی تھیں۔ میں نے ان سب کو جھٹکا اور اپنا ذہن چھاکے کی طرف لگا دیا، جو ابھی تک واپس نہیں پلٹا تھا۔ میں نے اس کے نمبر ملائے، اس کا فون بند تھا۔ مجھے ایک دم سے تشویش ہونے لگی۔ میں نے فوری طور پر ادھر ادھر نمبر ملائے، اس کے ان ساتھیوں سے پوچھا، جو اس کے ساتھ ہمہ وقت رہتے تھے۔ لیکن کسی کو بھی اس کے بارے میں

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نہیں پتہ تھا۔ ہر ایک کا یہی کہنا تھا کہ انہوں نے کل رات کے بعد اسے نہیں دیکھا۔ میں نے ہر ایک سے یہی کہا کہ اس کا فوراً پتہ کریں کہ وہ کدھر چلا گیا ہے۔ مجھے ایک دم سے اس کے بارے میں تشویش ہونے لگی تھی۔ کیونکہ میں چاہ رہا تھا کہ اس کے ساتھ باہر نکلوں اور معلوم کروں کہ رات کی کاروائی کے بارے میں کسی کو پتہ بھی ہے یا نہیں؟ لیکن چھاکے کا کہیں دور دور تک پتہ نہیں تھا۔ اسی وجہ سے مجھے یاد ہی نہیں رہا کہ شاہنواز کا کیا بنا؟ کچھ دیر بعد مجھے یاد آیا تو میں نے رندھاوے کو فون کیا۔ اس نے میری کال کاٹ دی۔ میں نے پھر کوشش کی تو اس کا فون مصروف جا رہا تھا۔ میرا دماغ ایک دم سے گھوم گیا۔ اب سوائے انتظار کے میرے پاس کوئی چارہ نہیں تھا۔ مجھ سے کمرے میں نہیں بیٹھا گیا، میں اٹھا اور صحن میں سے ہو کر گلی میں آ گیا۔ میں آہستہ قدموں سے چوک کی طرف جانے لگا تو پیرزادہ وقاص کا فون آ گیا۔

''جی پیرزادہ صاحب، کیسے یاد کر لیا؟'' میں نے اپنے لہجے کو خوشگوار بناتے ہوئے پوچھا تو اس نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا

'' تمہارا یار چھا کا کدھر ہے، پتہ ہے اس کے بارے میں؟''

''نہیں، کیوں کیا ہوا اسے، وہ اپنے گھر میں ہوگا۔'' میں نے الجھتے ہوئے کہا تو وہ بولا

''اس کے بارے میں پتہ چلا ہے کہ زخمی حالت میں ہسپتال پڑا ہے۔ بتانے والے نے شبہ بتایا ہے، ممکن ہے وہ نا ہو، ہسپتال میں پتہ کر لو۔'' اس نے بتایا تو میں ایک دم سے پریشان ہو گیا۔ میں نے چوک میں پہنچنے تک اس کے ساتھیوں کو فون کر دیا۔ کچھ دیر بعد اکبر نامی ایک نوجوان بائیک لے کر آ گیا تا کہ ہسپتال جا کر چھاکے کا پتہ کیا جائے۔ میں اس کے ساتھ بیٹھا اور ہم قصبے کے ہسپتال کی طرف چل دیئے، جو وہاں سے چند ہی کلومیٹر تھا۔

ہم نور نگر سے نکل کر ہسپتال کے آدھے راستے میں تھے۔ اکبر تیزی رفتار سے بائیک بھگائے لے جا رہا تھا اچانک ہمارے دائیں جانب سے ایک کار تیز رفتاری سے نکلی۔ اس نے کچے میں کار اتاری تو دھول کا ایک غبار اٹھا جس سے سامنے کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔ جیسے ہی دھول صاف ہوئی تو سامنے سرخ رنگ کی کار بالکل سڑک کے درمیان کھڑی تھی۔ اس کے پیچھے دو سیاہ رنگ کی کیبن گاڑیاں تھیں، جنہوں نے پورا راستہ روکا ہوا تھا۔ میں چونک گیا اور پوری طرح الرٹ ہو گیا۔ اکبر کو بائیک روکنا ہی تھی۔ جیسے ہی اس نے بائیک روکی۔ اچانک ہی سامنے سے کئی سارے لوگ نکل آئے۔ ان میں ایک لمبا تڑنگا نوجوان تھا۔ جس کے ہاتھ میں پسٹل تھا۔ باقی کئی لوگ گنیں تھامے ہوئے تھے۔ نوجوان نے اپنا چشمہ اتارا، میرے قریب آ کر سرد سے لہجے میں بولا

''نیچے اترو۔''

''کیوں؟'' میں نے پوچھا، اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ گھمایا اور اس کا پسٹل سمیت ہاتھ میری گردن پر پڑا۔ اس سے پہلے کہ میں سنبھلتا، اس نے دوسرا ہاتھ چھوڑ دیا۔ میں بائیک سے نیچے گرا ہی تھا کہ اس کے ساتھ آئے کئی سارے لوگ میری جانب بڑھے۔ میں نے ایک جست لگاتے ہوئے اونچی آواز میں کہا

''اکبر نکل جاؤ۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

انہوں نے اکبر کی طرف دیکھا تک نہیں، بلکہ میری طرف بڑھ آئے۔ کیونکہ میں سڑک کی بائیں جانب کھیتوں کی طرف بھاگا تھا۔ اسی وقت میرے اردگرد فائر ہونے لگے۔ مجھے یقین ہوگیا کہ وہ مجھے زندہ پکڑنا چاہتے ہیں۔ میں نے اکبر کو نکلتے ہوئے دیکھ لیا تھا، اس لئے بے پرواہ ہو کے فصلوں کی جانب بڑھا تھا۔ مگر وہ مجھ سے بھی تیز نکلے تھے، انہوں نے فائر بند کیا اور میرے پیچھے لپکے۔ میں زیادہ دور تک نہیں جاسکا تھا کہ انہوں نے مجھے پکڑ لیا۔ وہ کئی سارے تھے۔ انہوں نے مجھے پکڑتے ہی بے تحاشا مارنا شروع کر دیا۔ میں نے جہاں تک ہوسکا مزاحمت کی۔ ایک بار میں ان کے چنگل سے نکل بھاگا تھا۔ مگر وہ سارے ہی فائٹر تھے۔ تقریباً دس بارہ منٹ کے بعد میں اس وقت بے بس ہوگیا، جب کسی نے میرے سر پر پسٹل کا دستہ مارا۔ اس وقت میں ہوش وحواس کھو بیٹھا اور مجھے پتہ ہی نہیں رہا کہ میں کہاں ہوں، اور میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔

☆.....☆.....☆

ائیر پورٹ روڈ پر وہ گلستان جوہر کا علاقہ تھا۔ جس میں ایک کافی کشادہ اور نئی تعمیر شدہ کوٹھی تھی، جس میں وہ سب پہنچ گئے۔ جسپال اور تانی نے علاقہ پہلی بار دیکھا تھا، جبکہ بدر اسی علاقے میں رہتا تھا۔ ناشتہ وغیرہ کرنے کے بعد مراد اور اس کے دادا کو ایک کمرے میں سلا دیا گیا اور وہ پانچوں ڈرائینگ روم میں آ بیٹھے۔ تبھی جسپال نے بدر سے پوچھا

''اب تو اپنا تعارف کرادو۔''

اس پر وہ ذرا سا مسکرایا اور پھر بولا

''کہاں سے سنو گے؟ بچپن سے یا.....'' اس نے خوشگوار لہجے میں کہنا چاہا تو تانی نے تیزی سے کہا

''نہیں نہیں..... وہاں سے بتاؤ، جہاں سے تمہیں ہمارے بارے میں پتہ چلا تھا، تمہاری کہانی پھر سن لیں گے۔''

اس کے یوں کہنے سے ماحول کافی حد تک خوشگوار ہوگیا۔ بدر لبوں پر مسکراہٹ لاتے ہوئے بولا

''میں تم لوگوں کے لئے غیر نہیں ہوں۔ میرا تعلق بھی روہی سے ہے۔ میں نے بھی وہاں کچھ عرصہ گذارا ہے۔ ابھی تم وہاں بات کر کے تصدیق کرنا۔'' یہ کہہ کر اس نے ایک طویل سانس لی اور بولا ''میں کل دوبئی میں تھا، جب مجھے فوراً یہاں پہنچ جانے کو کہا گیا۔ یہ علاقہ میرا ہے، ویسے تو مجھ سے بھی کئی بڑے مگرمچھ یہاں ہیں لیکن میں اپنے طریقے سے رہتا ہوں۔ اس لئے زیادہ گڑبڑ نہیں ہوتی۔ خیر، یہاں آ کر تم لوگوں کے بارے میں پتہ چلا۔ شام تک مجھے یہ اطلاع مل گئی کہ اصغر ڈکیت کے لوگ تم لوگوں کو پکڑنے والے ہیں۔''

''کہاں سے پتہ چلا؟'' تانی نے پوچھا

''یہاں کے میرے اپنے ذرائع نے بتایا، مہرل شاہ کے بارے مجھے معلوم ہو چکا تھا، میں یہ معلوم کر رہا تھا کہ وہ اصل میں چاہتے کیا ہیں، وہ سب پتہ کر کے میں تم لوگوں تک آنا چاہتا تھا۔''

''تو کیا اس بارے پتہ چلا؟'' جسپال نے پوچھا

''ہاں، پتہ چلا، وہ صرف سارہ ہی کو مارنا نہیں چاہ رہے ہیں بلکہ وہ شاہد سمیت اس کے گھر والوں کو بھی ختم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ذمہ داری

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مہرل شاہ نے اس لئے لے لی ہے کہ پرسارام نے ساری جائیداد میں سے آدھی جائیداد کی قیمت مہرل شاہ کو دینے کا وعدہ کیا ہے۔'' بدر نے کہا تو جسپال بولا

''اگر یہ بات ہے تو ہم اس پرسارام کے بچے.....''

''بھول جاؤ انہیں، وہ اپنے بچے لے جا چکے ہیں۔ ابراہیم کو مار کر.....'' بدر نے افسردہ لہجے کہا تو انہیں ایک دم سے شاک لگا

''یہ کیسے ہوا؟'' تانی نے تیزی سے پوچھا

''اصل میں بات یہاں تک محدود نہیں رہی تھی۔ اسے سیاسی ایشو بنایا جا رہا تھا، اور پرسارام نے اسے پوری طرح سیاسی ایشو بنا لیا تھا۔ بس پھر بہت سارے سیاسی لوگ اس دباؤ میں آ گئے۔''

''بدر، تم صاف بات کیوں نہیں بتا رہے ہو، کیسا سیاسی ایشو؟'' سارہ نے ایک دم سے کہا تو بدر نے اس کی طرف دیکھا اور بولا

''تم بھی جانتی ہو کہ پرسارام یہاں کے ہندوؤں میں اپنا اثر رسوخ رکھتا ہے۔ اس نے اپنے بڑوں سے بات کی، انہیں موقعہ مل گیا، وہ لوگ جو بھارت یاترا کے لئے جاتے ہیں، انہیں میڈیا پر اس طرح پیش کیا جانے لگا کہ جیسے یہ پاکستان سے تنگ آ کر یہاں سے ملک چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ بھارتی میڈیا نے اس ایشو کو بہت اٹھایا۔ دنیا پر یہ ثابت کیا جانے لگا کہ پاکستان میں ہندو کمیونٹی پر بہت ظلم ہو رہا ہے۔ بات حکومتی ایوانوں تک جا پہنچی۔ سیاسی لوگوں نے مہرل شاہ کو ٹاسک دے دیا کہ اس ہنگامے کو یہیں ختم کرو۔ اس نے پرسارام سے گٹھ جوڑ کر لیا۔ اس میں سب سے زیادہ پرسارام فائدے میں رہا۔''

''کیسے؟'' جسپال نے جذباتی لہجے میں پوچھا

''پاکستانی حکومت سے مدد لے کر، اپنے بچے واپس لئے، علاقے میں مہرل شاہ جیسے بندے سے گٹھ جوڑ کیا، اپنی کمیونٹی میں بااثر ہوا، بھارت نواز لوگوں کی نظروں میں آ گیا۔ اب وہ اس سے ہر طرح کا کام لیں گے اور اسے پوری مدد دیں گے۔ اب وہ علاقے میں مضبوط زمیندار کے طور پر ابھرے گا۔'' بدر نے تفصیل بتائی تو شاہد روہانسا ہو کر بولا

''سارا کھیل لالچ کا ہے اور اس میں بے چارہ ابراہیم کام آ گیا۔''

''اب کیا کرنا ہے؟'' جسپال نے پوچھا تو بدر نے جواب دیا

''دیکھو، سارہ اور شاہد کب تک یہاں چھپے رہیں گے۔ ہمیں انہی کا خیال رہے گا۔ اصغر ڈکیت یا مہرل شاہ کے بندوں کو میں سنبھال لوں گا، مگر جو ''را'' کے لوگ ان کے پیچھے لگ چکے ہیں، ان کے لئے بہت محتاط ہونا پڑے گا۔''

''تمہیں کیسے یقین ہے کہ را کے لوگ.....'' جسپال نے پوچھا تو بدر بولا

''مہرل شاہ، کون ہے، یہاں پر ہر مضبوط آدمی کے پیچھے کوئی نہ کوئی قوت ہے۔ میں بھی کچھ نہیں ہوں، اگر مجھ پر.....'' وہ کہتے ہوئے رک گیا

''تو پھر کیا کریں؟'' تانی نے پوچھا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''یہ لوگ ابھی ادھر ہی رہیں گے۔ یہ شہر انہیں چند دن تو چھپا لے گا۔ ہم تینوں آج ہی سکھر جائیں گے۔ یہ چاروں میرے لوگوں کے حوالے ہیں اور ہم تینوں اپنا کام مکمل کریں گے۔ مزید اگر کوئی بات پوچھنا چاہتی ہو تو روہی فون کرلو۔ مجھے ابھی بہت سے کام ہیں۔'' بدر نے کہا اور اٹھ کر باہر کی جانب چلا گیا۔ جسپال بہت کچھ تیزی سے سوچتا چلا جا رہا تھا۔

☆.....☆.....☆

مجھے جب ہوش آیا تو میں ایک نیم تاریک کمرے کے یخ فرش پر پڑا ہوا تھا۔ میرے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ مجھے کچھ بھی اندازہ نہیں تھا کہ میں کہاں ہوں اور کتنی دیر تک بے ہوش رہا ہوں۔ سب سے پہلے میرے ذہن میں یہی سوال آیا کہ یہ کون لوگ ہیں جنہوں نے مجھے اغوا کیا ہے؟ لاشعوری طور پر میرا دھیان چوہدری شاہنواز کی طرف جاتا تھا۔ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا؟ اسے پکڑا بھی تھا یا یونہی چھوڑ دیا گیا، یا پھر وہ ہتھے ہی نہیں چڑھا؟ میرا دماغ گھوم رہا تھا اور میرے بدن سے ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔ میں نے اپنے سر میں خون کی چپچپاہٹ محسوس ہوئی۔ میں یہی سوچ رہا تھا کہ دروازے کی چرچراہٹ کے ساتھ ہی روشنی بھی امنڈ آئی۔ اس کے بعد چند لوگ اندر آ گئے، ان میں وہ نوجوان بھی تھا، جس نے پہلی بار مجھ پر حملہ کیا تھا۔ اس نے میری طرف اشارہ کر کے کہا

''تجھے ہوش آ گیا؟'' یہ کہہ کر وہ میرے پاس فرش پر بیٹھا اور میرے بال زور سے پکڑ کر بولا

''تیرے بارے سنا تو بہت تھا، مگر تو ایک حقیر چوہے کی طرح میرے قابو میں آ گیا، میں چاہتا تو وہیں ایک گولی تیرے پار کر دیتا۔ لیکن میں ابھی تیرے اندر سے بہت کچھ نکالنا چاہتا ہوں۔ اگر تجھے بھونکنے پر مجبور نہ کیا تو میرے یہاں آنے کا مقصد ہی ختم ہو جاتا۔''

''کون ہو تم اور چاہتے کیا ہو؟'' میں نے پوچھا تو ایک دم سے قہقہہ لگا کر بولا

''گڈ، بولتا بھی ہے، چل بول، یہ اعتراف کر کہ رات تو نے ہی ہمارے بندے پکڑوائے ہیں؟''

''جب تک تو اپنے بارے میں نہیں بتائے گا، مجھ سے کچھ نہیں پوچھ سکے گا۔'' میں نے یہ کہا ہی تھا کہ اس نے میرا ماتھا زور سے فرش پر مارا تو میری آنکھوں کے آگے ستارے ناچ گئے۔ میں نے خود پر قابو پایا تب تک وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے میری پسلیوں میں ٹھوکر مارتے ہوئے کہا

''ایک حقیر چوہا مجھ سے سوال کر رہا ہے کہ میں کون ہوں۔ ابھی بتاؤں گا، جب تم اپنی آخری سانسوں پر ہو گے۔ تمہیں خود پر افسوس ہو گا کہ تم بھارت میں دلجیت سنگھ بن کر کس طرح گئے تھے۔''

''مطلب تم بھارتی ہو۔'' میں نے انتہائی نفرت سے کہا تو وہ حقارت سے بولا

''ہاں میں بھارتی ہوں، اور صرف تیرے لئے یہاں آیا ہوں۔ میں تجھے خود اپنے ہاتھوں سے ماروں گا۔ بول شاہنواز اور میرے ساتھی کہاں ہیں؟'' اس نے شاہنواز کے بارے میں پوچھا تو مجھے اندازہ ہو گیا کہ وہ بھی خفیہ والوں کے ہتھے چڑھ چکا ہے۔ مجھے ایک گونہ سکون محسوس ہوا۔ تبھی میں نے اسے جان بوجھ کر غصہ دلاتے ہوئے کہا

''ہمت ہے تو پوچھ لے،؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تو بولے گا، اور بتائے گا۔'' یہ کہہ کر اس نے پھر سے میری پسلیوں میں ٹھوکر ماری تو مجھے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا۔ میں نے ایک طویل سانس لیا اور اس کی طرف دیکھتا ہوا بولا

''دیکھ تو جو کوئی بھی ہے، اس طرح بندھے ہوئے کو کوئی بھی مار سکتا ہے۔ تیرے جیسے چار ہیجڑے بھی ایسا ہی کریں گے۔ تیری مردانگی تو میں تب دیکھوں، جب تو میرے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے۔ پتہ تو تب چلے گا نا، گھیر کر مارنا تو ہیجڑوں کا کام ہے۔''

''اس کی باتوں میں مت آنا باس، یہ بہت خطرناک آدمی ہے۔'' اس کے پیچھے کھڑے ایک گن بردار نے کہا تو وہ دانت پیستے ہوئے بولا

''بول، ہمارے آدمی کہاں ہیں؟''

''ہاتھ میں ہاتھ ڈال کے پوچھ ہیجڑے۔'' میں نے کہا تو وہ پاگل ہو گیا۔ اس نے میرے سر کے بال پکڑے اور میرا سر فرش پر مارنا چاہا۔ اسی لمحے میں نے اپنے آپ کو جھٹکا دیا تو میرا سر زمین پر نہ مار سکا۔ اس نے حیرت سے میری طرف دیکھا تو میں نے اس کے منہ پر تھوک دیا۔ وہ غصے میں پاگل تو پہلے ہی تھا، اس کی عقل ہی اس کا ساتھ چھوڑ گئی۔ وہ میرے ہاتھ کھولنے لگا۔ میرے ہاتھ کھلے تو مجھے اٹھا کر بولا

''آ دکھا اپنی مردانگی۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے ایک مکا میرے منہ پر مار دیا۔ لیکن اگلے ہی لمحے جب میں نے اس کے ماتھے کے درمیان پنچ مارا تو چکرا گیا۔ میں نے اسی لمحے دونوں ہاتھوں کی کھڑی ہتھیلیاں اس کی کنپٹیوں پر ماریں تو اس کے منہ سے کراہ نکل گئی۔ وہ فائیٹر تھا، سمجھ گیا اس لئے فوراً پیچھے ہٹا اور خود پر قابو پانے میں کامیاب ہو گیا۔

میں نے غیر محسوس انداز میں چاروں طرف دیکھ لیا تھا کہ وہاں پر کتنے بندے ہیں۔ تین آدمی تھے، اور اُن تینوں کے پاس گنیں تھیں۔ وہ میرے سامنے آ کر مجھ پر جھپٹا اور اس کے ساتھ ہی کوئی تیز دار آلہ میری ران میں چبھو دیا۔ مجھے یوں لگا جیسے میرے جسم میں انگارے بھر دیئے گئے ہوں، میں تڑپ اٹھا۔ میں اسے چھوڑ کر پیچھے ہٹا۔ میں نے دیکھا وہ پتلے پھل والا خنجر تھا۔ اُبلتا ہوا خون میری ران سے نکل کر ٹانگ کو بھگو رہا تھا۔ ٹیس کا احساس میرے پورے جسم میں پھیل رہا تھا۔ میں لڑکھڑا گیا۔ اسی لمحے وہ مجھ پر دوبارہ جھپٹا تو میں نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اس کا سر میری بغل میں آیا تو میں نے اس کی گردن کو بھینچ لیا۔ اب میں اسے نکلنے نہیں دینا چاہتا تھا۔ وہ اپنا پورا زور لگا رہا تھا۔ وہ جس قدر زور لگاتا، اسی طرح اپنے آپ کو میرے شکنجے میں جکڑا ہوا پاتا۔ اس نے ٹانگوں سے مجھے گرانے کی بہت کوشش کی لیکن اس وقت میری بقا اسی میں تھی کہ وہ میرے قابو میں رہے۔ میں اسے لیتا ہوا غیر محسوس انداز میں ایک بندے کی جانب بڑھنے لگا۔ میں چاہتا تھا کہ وہ اپنے اس فائیٹر کو بچانے کے لئے مجھ پر فائیر کرے یا میرے گن مارے یا مجھ پر جھپٹے۔ ایسا ہی ہوا، جیسے میں اس کے قریب ہوا، اس نے گن ہوا میں لہرائی اور اس کا دستہ مجھے مارنا چاہتا تھا، اسی دوران میں نے بغل میں دی ہوئی گردن کو جھٹکا دیا، کڑک کی آواز آئی اور وہ ڈھیلا ہو گیا، اس وقت مجھے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ مر گیا ہے یا ابھی زندہ ہے، کیونکہ میں نے اسے چھوڑ دیا تھا، جب تک اس کی گن نیچے آئی اس وقت تک میں گن پر ہاتھ ڈال چکا تھا۔ ایک جھٹکے کے ساتھ گن میرے ہاتھ میں آ

میں نے اگلے ہی لمحے اپنی جگہ چھوڑ دی، اسی لمحے وہیں فائر ہوا۔ میں نے فرش پر جست لگائی اور اس کا نشانہ لیا، جس نے فائر کیا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہ دونوں ڈھیر ہو گئے۔ میں نے تیسرے کا نشانہ لیا۔ وہ بھی خون میں لت پت ہو گیا۔ اب انہیں دیکھنے کا اتنا وقت نہیں تھا۔ میں نے انہیں وہیں چھوڑا اور اس کمرے سے باہر نکلا۔

شام ڈھل چکی تھی اور اندھیرا پھیل رہا تھا۔ باہر لمبا کاریڈور تھا۔ وہ کوئی پرانا ڈاک بنگلہ تھا یا کوئی ایسی ہی دوسری عمارت تھی۔ مجھے یہ بھی دیکھنے کی فرصت نہیں تھی۔ میں ابھی فرار کا راستہ دیکھ ہی رہا تھا کہ باہر کی طرف سے کئی لوگ بھاگتے ہوئے آ رہے تھے۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ ان کا مقابلہ کرتا، میں تیزی سے بھاگا اور دائیں جانب کی دیوار کود گیا۔ میں جہاں پر گرا۔ اس کے ارد گرد کئی فائر ہوئے، میری قسمت ساتھ دے رہی تھی اس لئے میں بچ گیا۔ میں تیزی سے بھاگا تو وہ لوگ بھی میری پیچھے لگ گئے۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ میں ایک لمحے کے لئے رکتا اور ان کا نشانہ لے کر فائر کرتا۔ میں اگر برسٹ بھی مارتا تو اس وقت تک وہ مجھے نشانہ بنا چکے ہوتے۔ میری سامنے چٹیل زمین تھی، جس پر جا بجا جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔ اچانک مجھے ایک ٹیکری دکھائی۔ میں اس کی آڑ میں بے دم ہو کر گر گیا۔ میں بہت حد تک چکرا گیا تھا۔ ایک تو اندھیرا ہو رہا تھا، دوسرا مجھے اتنا زیادہ بھائی نہیں دے رہا تھا۔ اور تیسرا میری ران میں اٹھتیں ہوئیں ٹیسیں بے حال کر رہی تھیں۔

میں چند لمحے یونہی پڑا رہ کر اپنے حواس بحال کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ میری ران میں ٹیس بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ میں نے اپنے پیچھے آنے والے لوگوں کو دیکھا۔ وہاں مجھے کوئی دکھائی نہیں دیا۔ سامنے میدان خالی تھا۔ اگر کوئی سامنے ہوتا تو اس کا ہیولا ہی دکھائی دیتا۔ بلاشبہ وہ جھاڑیوں کی آڑ میں ہوں گے۔ وہ پیچھے بھی ہٹتے تو اتنی دیر میں وہ مجھے دکھائی دے گئے ہوتے۔ اچانک میں نے موہوم سی آہٹ پر اپنے پیچھے دیکھا، دو السیشن نسل کے کتے بھاگتے ہوئے میری طرف آ رہے تھے۔ میں ایک دم سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ نجانے کیوں مجھے یہ احساس ہو گیا کہ میں نے اگر ان پر فائر کیا تو مجھے پر گولیوں کا مینہ برس جائے گا۔ میں نے فیصلہ کر لیا کہ انہیں ویسے ہی ماروں گا۔ ایک کو فائر مار کر جب تک دوسرا فائر کرتا، میں یہاں سے اٹھ بھی نہ پاؤں گا۔ وہ کتے وحشت ناک انداز میں میری جانب بڑھ رہے تھے۔ میں نے اپنی نگاہیں ان پر گاڑھ دیں۔ جیسے ہی وہ مجھے سے چند فٹ کے فاصلے پر رہ گئی، انہوں نے وہیں سے مجھ پر چھلانگ لگانے کے لئے اپنے بدن کو تولا ہی تھا کہ میرے منہ سے بے ساختہ نکلا

''ہش۔''

نجانے اس آواز میں کیا جادو تھا۔ وہ کتے ایک دم سے ٹھٹھک کے یوں رک گئے، جیسے وہ مجھ سے خوف زدہ ہو گئے ہوں۔ میں ایک دم سے حیران رہ گیا کہ ان کتوں کو کیا ہوا؟ میری نگاہیں انہی پر جمیں ہوئیں تھیں۔ وہ چند لمحے میری طرف دیکھتے رہے، پھر انہوں نے اپنی ٹانگیں آگے کی پھیلا دیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ دونوں پرسکون انداز میں بیٹھ گئے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ کیا ہوا؟ وہ چیر پھاڑ دینے کے انداز میں میری طرف آنے والے یوں کیوں بیٹھے ہیں، جیسے وہ کوئی میرے پالتو ہوں۔ اس عجیب صورت حال نے مجھے حیران کر دیا۔ اس سے پہلے کہ میں اس صورت حال کی وجہ معلوم کرتا۔ مجھے کچھ فاصلے پر آہٹ محسوس ہوئی۔ جھاڑیوں کے درمیان سے دو بندے اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ وہ جو باتیں کر رہے تھے، ان کی مجھے تو سمجھ نہیں آئی۔ لیکن ان کے ساتھ ہی دو بندے مزید ان کے پاس آ گئے۔ وہ چار ہی تھے۔ وہ محتاط انداز میں آگے بڑھنے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

لگے۔ میں سمجھ گیا۔ انہوں نے کتے اسی لئے بھیجے تھے کہ یا تو وہ مجھے چیر پھاڑ دیں گے، یا اگر میں ان پر فائر کرتا تو میری لوکیشن معلوم کر لیتے۔ میں اگر فائر کر کے کسی کتے کو مار بھی دیتا تو ان کا نقصان نہیں ہونا تھا۔

وہ اکھٹے نہیں ہوئے بلکہ پھیل کر آگے بڑھنے لگے۔ میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ایک ہی برسٹ میں ان کا کام تمام کروں گا۔ وہ آہستہ آہستہ میری رینج میں آتے چلے گئے۔ جیسے ہی وہ میرے نشانے پر آئے۔ میں نے فائر کھول دیا۔ میں نے ان میں سے تین کو تو گرتے دیکھا، تب تک ایک گولی میری کہنی کے اوپر سے میرا بازو ادھیڑتی ہوئی نکل گئی۔ میرا بازو سُن ہو کر رہ گیا۔ میں اگر اس کے فائر نہ مارتا، اس نے مجھے مار دینا تھا۔ انہیں میری لوکیشن کا پتہ چل گیا تھا۔ میں نے اگلے ہی لمحے وہ جگہ چھوڑ دی اور پوری قوت سے بھاگا۔ میں جس قدر تیزی سے بھاگا تھا، ایک جگہ ٹھوکر کھا کر گر پڑا۔ گن میرے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گری۔ اسی لمحے میرے پیچھے ایک دو فائر ہوئے، شاید میں ان کی رینج سے نکل گیا تھا یا پھر ان میں فائر کرنے کہ ہمت نہیں رہی ہوگی۔ پھر کچھ نہیں ہوا۔ میں اپنی بقا کے لئے بھاگتا چلا گیا، حالانکہ میری ران کا زخم مجھے بھاگنے نہیں دے رہا تھا، مجھے یوں لگ رہا تھا کہ جیسے زخم چرتا چلا جا رہا ہے۔ میں آگے بڑھتا رہا، یہاں تک کہ بے دم ہو کر گر پڑا۔ میری سانس پھول گئی تھی۔ میں اپنا سانس بحال کرنے کے لئے بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد جب میں اپنے آپ میں آیا تو اندھیرے میں چمکتی ہوئے جگنو دکھائی دیئے۔ ایک لمحے کو میں نہ سمجھ سکا، پھر جیسے ہی غور کیا۔ یہ وہی السیشن نسل کے کتے تھے، بلاشبہ وہ میرے پیچھے یہاں تک آ گئے تھے۔ نجانے مجھے یہ کیوں احساس ہونے لگا کہ یہ محض کتے نہیں ہیں، کچھ بھی دوسری کوئی ماورائی مخلوق ہو سکتی ہے۔ میں نے اس وقت ان پر زیادہ دھیان نہیں دیا بلکہ سانسیں بحال ہوتے ہی تیز تیز قدموں سے آگے چل پڑا۔ میرے ساتھ وہ کتے بھی چل پڑے۔

میں کسی بستی کی تلاش میں تھا۔ اس سے نہ صرف مجھے یہ اندازہ ہو جاتا کہ میں کہاں پر ہوں، بلکہ مجھے وہاں سے کوئی مدد بھی مل سکتی تھی۔ چٹیل میدان ختم ہو گیا تھا تو ریتلی اور دلدلی جگہ محسوس ہونے لگی۔ اچانک میرے سامنے دریا آ گیا۔ میں نے مغرب کی جانب دیکھا۔ چاند کے کوئی آثار نہیں تھے۔ اندھیرا گہرا ہو رہا تھا۔ میرے پاس دو ہی راستے تھے۔ یا تو میں یہیں بیٹھ کر ساری رات انتظار کرتا یا پھر دریا میں کود کر پار اترنے کی کوشش کرتا۔ میں کافی دیر تک سوچتا رہا کہ کیا کروں۔ دوسرا کنارہ دکھائی نہیں دے رہا تھا اور نجانے اس کا پاٹ کتنا تھا، میں اگر تیرتے ہوئے راستے ہی میں بے دم ہو گیا تو کیا کروں گا۔ سوائے ڈوبنے کے اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ یہاں بیٹھے رہنے سے میرے زخم میں زہر بھر جانے کا اندیشہ تھا۔ ممکن ہے مجھے ہوش ہی نہ رہتا، صبح تک نجانے کون کون سے جانور مجھے ہڑپ کر جاتے۔ میں ابھی ایسی الجھن میں تھا کہ اچانک مجھے متحرک روشنی دکھائی دی۔ میں نے غور کیا وہ تین گاڑیاں تھیں۔ بلاشبہ وہ میری تلاش میں تھے، ورنہ اس وقت ان گاڑیوں کا وہاں کیا کام تھا۔ اس وقت میں نہتا اور زخمی تھا۔ میں چاہتا بھی تو کب تک ان کا مقابلہ کر سکتا تھا۔ میں کوئی آڑ تلاش کرنے لگا۔ تبھی میرے دل میں آئی کہ ان سے بچتے رہنے کی بجائے دریا پار کرنے کی کوشش کر، اگر زندگی ہوئی تو پار کر جائے گا، اگر موت ہے تو وہ لوگ مجھے مارنے یا پھر مجھے زندہ پکڑنے کے لئے سر پر پہنچ جانے والے ہیں۔ پھر میں نے مزید نہیں سوچا اور دریا میں چھلانگ مار دی۔

سرد پانی نے مجھے سر سے پاؤں تک سُن کر دیا۔ میں کچھ دیر بعد پانی کی سطح پر آیا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ دونوں کتے میرے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دائیں بائیں تیرتے چلے آرہے ہیں۔ایک دم سے میرا حوصلہ بلند ہوگیا۔میں نے دونوں کو اپنے ساتھ لگایا اور اپنا سارا بوجھ ان پر ڈال کر خود کو پانی کے حوالے کر دیا۔میں ان کتوں کے ساتھ پانی کے بہاؤ کی جانب بہتا چلا گیا۔نجانے کتنی دیر تک میں میں بہتا رہا تھا۔میں نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔میں دوسرے کنارے لگا تو میرے حواس پوری طرح بحال تھے۔ میں پانی سے باہر آیا تو میرے سامنے ایک ہیولا سا لہرایا۔میں نے غور سے دیکھا،دھیمی دھیمی روشنی تیز ہونے لگی۔میں ادھ دیکھتا رہا،جیسے ہی وہ ہیولا میرے قریب ہوا تو میں انہیں پہچان گیا۔میرے سامنے وہی روہی والے بابا کھڑے تھے۔ان کے آس پاس ایک روشنی کا ہالا تھا۔جس میں صاف طور پر دکھائی دے رہے تھے۔میں ایک دم سے چکرا گیا۔ وہ میری جانب غور سے دیکھ رہے تھے۔انہوں نے اپنا عصا بلند کیا اور اونچی آواز میں کہا

''آج تو دریا پار نہ کرتا تو اپنی منزل کھوٹی کر لیتا۔گھبرا مت،ابھی تجھے کندن بننا ہے،کندن۔''

''میں حاضر بابا جی۔''میں نے پورے خلوص سے کہا تو وہ اسی رعب سے بولے

''اس دنیا میں ایک مخلوق منافقوں کی ہے،جو ان کتوں سے بھی بدتر ہے، کتے کو معلوم ہے کہ اس کا مالک کون ہے،لیکن ان منافقوں کو نہیں معلوم۔اور تو.....اپنے بارے میں جان لے کہ ابھی تو صرف ایسا قلندر ہی ہے جو کتے اور بندر نچا سکتا ہے،نچا،ابھی یہ کتے بندر نچا،ابھی تیری منزل بڑی دور ہے، جا،اب جا۔''انہوں نے تیز تیز کہا اور مڑ کر چل دیئے۔روشنی معدوم ہوتی چلی گئی اور وہ اندھیرے میں غائب ہو گئے۔میں حیرت میں ڈوبا ان کے لفظوں پر غور کرتا رہا۔یہ کیسا منظر تھا،مجھے اس کی سمجھ نہیں آئی تھی۔

☆.....☆.....☆

سکھر پہنچتے ہوئے انہیں شام ہوگئی تھی۔ابراہیم بے چارہ اب اس دنیا میں نہیں رہا تھا،ورنہ وہ سیدھے وہیں جاتے۔ائیر پورٹ سے باہر نکلتے ہی ایک فور وہیل جیپ ان کی منتظر تھی۔بدر ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ گیا،جسپال اور تانی پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہی تھے کہ ڈرائیور چل دیا۔کچھ ہی دیر بعد وہ بائی پاس پر چڑھا تو بدر نے اس سے پوچھا۔

''بچل کدھر ہے؟ادھر شہر ہی میں ہے یا.....''اس نے فقرہ ادھورا چھوڑ دی،جس پر ڈرائیور نے کہا

''ادھر نہیں ہے،لیکن وہ آج ہی تم سے رابطہ کرے گا۔وہ کام ہی سے گیا ہے۔''

''کب گیا تھا؟''بدر نے پوچھا

''تمہارا فون آنے کے بعد نکل گیا تھا۔'' ڈرائیور نے جواب دیا تو جیپ میں خاموشی چھا گئی۔

ان کے سفر کا اختتام ایک ایسے ڈیرے پر ہوا جہاں تین طرف باغ تھا اور ایک طرف کچا راستہ تھا جو کھیتوں کی طرف جاتا تھا۔اونچی چار دیواری کے اندر کافی سارے کمرے بنے ہوئے تھے،جن کی حالت بہت اچھی تھی۔وہ ایک کمرے میں جا کر بیٹھے ہی تھے کہ ان کے لئے تازہ اورنج کا جوس آ گیا۔ وہ جوس پی رہے تھے کہ بدر کو بچل کا فون آ گیا۔وہ اس سے باتیں کرنے لگا۔کچھ دیر باتوں کے بعد اس نے فون بند کر کے جیب میں رکھا اور ان دونوں کی طرف دیکھ کر بولا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''میں جس بچل کی بات کر رہا ہوں، یہ ڈیرہ اسی کا ہے۔ وہ اس علاقے کے بارے میں بہت اچھی طرح جانتا ہے اور اس وقت وہ پرسارام کے علاقے میں موجود ہے۔''

''یہاں سے کتنی دور ہے؟'' تانی نے پوچھا

''پندرہ منٹ کے فاصلے پر.....'' بدر نے سکون سے کہا تو تیزی سے بولی

''مطلب ہم بہت قریب ہیں؟''

''قریب تو ہیں تانی لیکن وہاں پر بہت سخت سیکورٹی ہے۔ پرسارام نے اپنے اردگرد ایسا ماحول بنایا ہوا کہ کوئی بھی اس تک رسائی نہیں لے سکتا۔'' بدر نے کافی حد تک تشویش سے کہا تو جسپال بولا

''وہ تو وہاں جا کر دیکھ لیں گے، مزید کیا بتاتا ہے وہ بچل ؟''

''مطلب اس نے اپنے بندے پھیلا دیئے ہیں پورے گاؤں میں، جو اسے وہاں کی رپورٹ دے رہے ہیں۔ میرا خیال ہے جب تک وہ گرین سگنل نہیں دے دیتا ہمیں یہاں انتظار کرنا چاہیئے۔'' بدر نے محتاط لہجے میں کہا تو جسپال بولا

''چاہے اس میں جتنا وقت لگ جائے؟''

''ظاہر ہے ہم یہاں خودکشی تو نہیں کرنے آئے نا، منظر صاف ہوگا تو ہی کچھ کریں گے۔'' بدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جسپال بولا

''یہ انسانی فطرت ہے بدر کہ حد سے زیادہ سیکورٹی سے بندہ لاپرواہ ہو جاتا ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ جو اپنی جتنی سیکورٹی رکھتا ہے، وہ اتنا ہی بزدل ہوتا ہے۔ اس کے گمان میں بھی نہیں ہوگا کہ ہم اس پر حملہ بھی کر سکتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ رات سب سے اہم ہے اگر اس رات ہم نے کچھ کر لیا تو ٹھیک ورنہ پھر شاید ہی ہم کچھ کر پائیں گے۔''

''میں نہیں جانتا کہ تمہارے ذہن میں کیا ہے، لیکن اگر تم آج رات ہی چاہتے ہو تو میں تیار ہوں۔ چلتے ہیں۔'' بدر ایک دم سے مان گیا۔ ان میں لمحہ بھر کی خاموشی چھا گئی۔

''اچھا بدر تم ایسا کرو، بچل سے پوچھو صورت حال کیا ہے، اگر ہم آج ہی آنا چاہیں تو.....'' تانی نے سوچتے ہوئے لہجے میں کہا

''اوکے، میں پتہ کرتا ہوں۔'' اس نے کہا اور باہر کی جانب چلا گیا۔ کچھ دیر بعد ہی وہ واپس آ گیا۔ اس کے چہرے پر مایوسی پھیلی ہوئی تھی۔

''کیا ہوا؟'' تانی نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تو وہ ڈھیلے سے انداز میں بولا

''پرسارام اپنے خاندان سمیت گاؤں میں نہیں ہے؟''

''گاؤں میں نہیں ہے، کدھر گیا ہے وہ؟'' جسپال نے تیزی سے پوچھا تو اس نے بتایا

''یہی تو ابھی معلوم نہیں ہوا۔ بچل کو جیسے ہی پتہ چلا وہ ہمیں بتا دے گا۔''

''اوہ۔! میں تو چاہتا تھا کہ آج رات ہی.....'' جسپال نے کہا تو بدر بولا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''یہ ممکن نہیں ہے۔ بچل کا انتظار کرنا پڑے گا۔''

سرِ شام ہی انہوں نے رات کا کھانا کھالیا۔ وہاں کے لوگوں نے بہت تکلف سے کام لیا تھا۔ انہوں نے چائے پی اور کمرے سے باہر آ گئے۔ اندھیرا کافی گہرا ہو گیا تھا۔ وہ ایک کمرے میں پڑے رہے۔ آدھی رات کے قریب بچل واپس آ جانے کی اطلاع ملی تو سب وہیں اکھٹے ہو کر بیٹھ گئے۔ بچل نے وہوں کی پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا

''وہ اپنے خاندان کے ساتھ سادھو بیلا گیا ہوا ہے۔ مجھے جب پتہ چلا تو میں نے اس کی پوری تحقیق کر کے ہی واپس آیا ہوں۔ اب یا تو اسے وہیں دیکھ لیا جائے یا پھر کل رات کا انتظار کیا جائے۔''

''یہ سادھو بیلا کیا ہے؟'' تانی کے پوچھنے پر بچل نے اسے بتایا

''یہ ایک پرانا مندر ہے، یہیں سکھر میں۔ دریائے سندھ کے درمیان وہ سفید مندر کافی پرانا ہے۔ وہاں تک کشتیوں ہی کے ذریعے پہنچا جا سکتا ہے۔''

''تمہیں یقین ہے وہ اس وقت وہاں پر ہو گا؟'' جسپال نے پوچھا

''پورا یقین ہے تو ہی واپس لوٹا ہوں۔ باقی میرے بہت سارے لوگ ادھر ہیں۔ جیسے ہی وہ واپس آیا۔ مجھے پتہ چل جائے گا۔''

''اب کیا کریں؟'' تانی نے کہا

''چلتے ہیں ادھر سادھو بیلا، اگر آپ لوگوں نے ابھی جانا ہے تو۔'' بچل نے کہا تو بدرتے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا

''نہیں، وہ عبادت گاہ ہے۔ کسی کی بھی ہے، میں وہاں خون خرابہ نہیں چاہتا۔ ہم انہیں گاؤں واپس آ جانے پر ہی دیکھیں گے۔''

''تو اب؟'' تانی نے پوچھا

''آپ میڈم ایسا کرو، ادھر آرام کرو۔ کل دیکھتے ہیں، کیا ہوتا ہے۔ اب تو مجبوری ہے۔'' بچل نے کہا تو انہوں نے سکون سے سو جانے کا فیصلہ کر لیا۔ بچل کے لوگ سیکورٹی پر تھے لیکن انہوں نے اپنے طور پر ایک دوسرے حفاظت بھی طے کر لی۔

صبح ہوتے ہی انہوں نے پرسارام کے بارے میں پوچھا۔ وہ ابھی تک گاؤں واپس نہیں لوٹا تھا۔ انہوں نے ناشتہ بھی کیا اور بچل کو ساتھ لے کر باغ کی طرف چلے گئے۔ وہیں ڈیرے پر سارا دن یونہی کھاتے پیتے، پلان بناتے اور پرسارام کا انتظار کرتے گذر گیا۔

سہ پہر کے وقت انہیں اطلاع ملی کہ وہ واپس لوٹ آیا ہے اور اب اپنے گھر گاؤں میں ہے۔ یہ سنتے ہی بچل سلطان پور نکل گیا۔ انہوں نے بھی اطلاع ملتے ہی وہاں سے نکلنے کا فیصلہ کر لیا۔ شام ہو رہی تھی جب وہ وہاں سے نکل پڑے۔ جیپ کے پاس وہی کل والا ڈرائیور کھڑا تھا۔ انہیں دیکھتے ہی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ آدھے گھنٹے بعد وہ سلطان پور کے مضافات میں تھے۔

سفر کے دوران ان کا بچل سے مسلسل رابطہ رہا تھا۔ اس نے علاقے کے ان ڈاکوؤں کو ساتھ میں ملا لیا ہوا تھا، جنہوں نے علاقے پر خوف طاری کیا ہوا تھا۔ وہ ان سے پہلے پہنچ گیا تھا۔ اس لئے وہ سلطان پور کے مضافات میں ہی انہیں مل گیا۔ وہ انہی کھیتوں میں موجود ایک چھوٹے سے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ڈیرے میں لے گیا جو کچا تھا اور کافی حد تک اجاڑ ہو چکا تھا۔ کچھ دیر باتوں کے بعد جسپال نے اپنے ذہن میں پلاننگ کر لی تھی۔ تبھی اس نے کہا

''دیکھو بدر، اس مشن میں تم لیڈر رہو، ہم نے وہی کرنا ہے جو تم کہو گے، لیکن میں تمہیں اپنا پلان بتاتا ہوں اگر تمہیں پسند آئے تو بتانا۔''

''بولو۔'' اس نے جسپال کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تو وہ بتانے لگا۔

''میں نے پرسا رام کا نہ صرف گھر دیکھا ہوا ہے، بلکہ اس کے اندر صحن تک جا چکا ہوں۔ اس سے آگے کیا ہے وہ میں نہیں جانتا۔ میں اور تانی، خاموشی سے اس کے گھر کے اندر اتریں گے۔ اندر جو سیکورٹی ہو گی، میں اسے سنبھال لوں گا، لیکن باہر جو بھی سیکورٹی ہے، انہیں تم لوگ سنبھال لو گے۔ یہاں سے نکلنے کا راستہ تم لوگوں کے ذمے ہو گا۔''

''ڈن ہے جسپال، کب چلیں؟'' بدر نے کہا تو جسپال بولا

''ابھی اور اسی وقت، اس وقت سیکورٹی الرٹ نہیں ہو گی۔'' جسپال نے کہا تو وہ اٹھتے ہوئے بولا

''چلو نکلو۔''

وہ تینوں جیپ میں جا بیٹھے اور پگل دیوار کی جانب بڑھا جہاں ایک پرانا سا موٹر سائیکل کھڑا تھا۔ وہ فون کرنے لگا تھا۔

وہ گاؤں میں پہنچ گئے۔ انہوں نے جیپ گاؤں کے باہر ہی روک دی اور تیزی سے ان گلیوں میں گھس گئے، جو نیڑی میڑھی ہو کر پرسا رام کے گھر کی جانب جاتی تھیں۔ اس کے گھر کے سامنے کھلی جگہ تھی، جہاں لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ وہیں سے بدر الگ ہو گیا۔ تانی اور جسپال ساتھ ہی مڑتی ہوئی گلی میں گھس گئے۔ انہیں کسی ایسے راستے کی تلاش تھی، جہاں سے وہ اندر داخل ہو سکتے تھے۔ ایک جگہ سے انہیں دیوار نیچی دکھائی دی، جس پر چڑھا جا سکتا تھا۔ انہوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا، اگلے ہی لمحے تانی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے پیٹ کے پاس دونوں ہاتھ پیالے کی صورت میں باندھے، جسپال نے اس پر پاؤں رکھا اور ایک ہی جلے میں دیوار کے سر پر اپنے ہاتھ رکھ دیئے۔ اس نے اپنے آپ کو اٹھایا اور دیوار پر جا چڑھا۔ دوسری جانب دھیمی روشنی تھی اور رہائشی پورشن کافی آگے تھا۔ جسپال دیوار پر لیٹ گیا اور ہاتھ بڑھا کے تانی کو اوپر کھینچ لیا۔ جسپال نے پہلے تانی کو نیچے اتارا، پھر خود نیچے آ گیا۔ وہ دیوار کی جڑ میں بیٹھ گئے۔ انہوں نے کوئی بات کئے بغیر جدید آٹو میٹک پسٹل نکالے، جن پر سائیلنسر لگا ہوا تھا۔ وہ خاموشی سے آگے بڑھتے گئے۔ ہر طرف خاموشی تھی۔ انہیں پوری طرح احساس تھا کہ کوئی چھت پر بھی ہو سکتا ہے، لیکن ابھی تک وہاں سے کوئی فائر نہیں ہوا تھا۔ وہ سامنے دالان میں چلے گئے۔ وہ محتاط قدموں سے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ انہیں اندر کی آوازیں آنے لگیں۔ وہ پورا خاندان کھانا کھا رہا تھا۔ وہ سبھی فرش پر ایک قطار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ پرسا رام، اس کی بیوی، بیٹیاں اور بیٹے۔ جسپال نے نگاہوں ہی نگاہوں میں تانی کو وہیں رکنے اور کور دینے کا اشارہ کیا اور خود جست لگا کر اندر جا پہنچا۔ اس سے پہلے کہ وہ صورت حال کو سمجھتے۔ جسپال نے پسٹل پرسا رام کے ماتھے پر رکھ دیا۔ وہ سارے سہم کر رہ گئے۔ اس نے واضح طور پر ان کی آنکھوں میں خوف دیکھا، پرسا رام لرز کر رہ گیا تھا۔ اس کے ہاتھ سے نوالا چھوٹ گیا تھا۔ جسپال اس کی طرف دیکھ کر نفرت سے کہا۔

''تم کیا سمجھتے ہو کہ میں تمہیں چھوڑ دوں گا، اور تم ہمیں مار دو گے؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''مم..... ہم..... میں نے..... کچھ نہیں..... کیا۔'' وہ اٹکتے ہوئے بولا تو اس نے کہا

''ابراہیم کو مارا اور سارا پر قاتلانہ حملہ، اس بے چاری نے تیرا کیا بگاڑا ہے۔ پر اب تو کچھ نہیں کر سکے گا۔ میں آج تجھے زندہ ہی نہیں چھوڑوں گا۔''

''اب نہیں.....'' لفظ اس کے منہ ہی میں تھے کہ وہ ایک دم سے ہٹ گیا۔ اگرچہ جسپال اس سے بات کر رہا تھا، لیکن وہ چوکنا تھا۔ پرسا رام کے بڑے بیٹے نے پھرتی دکھاتے ہوئے اٹھ کر اسے پر چھلانگ لگانا چاہی۔ تب تک باہر سے خاموش فائر ہوا اور وہ چیخ مار کر کمرے کے فرش پر تڑپنے لگا۔ اس کی ماں ہذیانی انداز میں چیخی تو جسپال نے زور سے کہا

''خاموش۔! تم سب لوگ گھیرے جا چکے ہو۔ جس نے بھی حرکت کرنے کوشش کی، وہ مار دیا جائے گا۔'' یہ کہہ کر اس نے سب کی طرف دیکھا اور پھر لمحہ بھر بعد بولا ''مجھے صرف پرسا رام چاہیئے، جو بھی ہمارے راستے میں آیا ختم ہو جائے گا۔'' یہ کہہ کر اس نے پرسا رام کو گریبان سے پکڑا اور اٹھا لیا۔ وہ ایک دم سے ڈھیلا سا ہو گیا جیسے ابھی بے ہوش ہو جائے گا۔ انہی لمحات میں گاؤں کے ایک طرف شور مچ گیا۔ بچل نے اپنا کام کر دیا تھا۔

اس نے گاؤں کے باہر کھیتوں میں پڑی سوکھی لکڑیوں کو آگ لگا دی تھی۔ اس کا مقصد صرف لوگوں کی توجہ ہٹانا تھا۔ بلاشبہ لوگوں نے الاؤ دیکھا تو اس جانب بھاگنے لگے ہوں گے۔ یہ ان کے لئے بھی الارم تھا۔ اب انہیں ہر صورت میں وہاں سے نکلنا تھا۔ جسپال نے پرسا رام کو گھسیٹا اور باہر کی جانب چل پڑا، ایسے میں اندر سے کسی نے فائر کیا، زوردار دھماکا ہوا اور کسی کے فائر تو نہ لگا لیکن گولی چلانے والا اندر کے دروازے میں آن گرا۔ وہ گھر کا کوئی ملازم تھا۔ تانی نے اسے نشانے پر لے لیا تھا۔ انہی لمحات میں باہر بھی فائرنگ ہونے لگی۔ بلاشبہ باہر بدر کی ان سیکورٹی والوں سے مڈبھیڑ ہو گئی تھی۔ صورت حال نازک ہو گئی تھی۔ باہر شدید فائرنگ ہونے لگی تھی۔ تبھی پرسا رام بولا

''میں سب کچھ بھلا دوں گا۔ بھگوان کے لئے مجھے چھوڑ دو۔''

''تم نے خود موقعہ گنوا دیا ہے پرسے۔'' جسپال نے کہا اور اسے باہر کی جانب لے جانے لگا۔ تبھی باہر سے بدر بھاگتا ہوا اندر آیا اور اونچی آواز میں جسپال کو پکارا تو تانی نے باہر ہی جواب دیتے ہوئے کہا

''بول، بدر.....''

''میں کچھ بندے اندر بھیج رہا ہوں۔ ان سب کو باندھ لو، باقی باہر میدان صاف ہے۔'' اس نے کہا اور فوراً ہی پلٹ گیا۔ وہ سبھی ایک دم سے سہم گئے۔ پرسا رام کی بیوی تو غش کھا کر گر پڑی۔ چند لمحے بعد کئی سارے لوگ وہاں آ گئے۔ انہوں نے آتے ہی سب کو باندھ دیا۔ پرسا رام سب دیکھ رہا تھا، اس نے ہاتھ جوڑتے ہوئے جسپال سے کہا

''میرا سب کچھ لے لو، مجھے کچھ نہ کہو۔''

''کیا دو گے؟'' اس نے ایک دم سے پوچھا

''سب دھن دولت، گہنے سب'' اس نے مری ہوئی آواز میں کہا تو وہ بولا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''لاؤ، کتنا دو گے؟''

''چلو آؤ، جو تجوری میں ہے، سب لے لو۔'' اس نے جیب سے چابیاں نکالتے ہوئے کہا، جسپال نے وہ چابیاں ان لوگوں کی جانب اچھالتے ہوئے کہا۔

''جو بھی ملے، لے کر آنا، اور آتے ہی اس گھر کو آگ لگا دینا، میں لے جا رہا ہوں اسے۔'' یہ کہہ کر اس نے پرسارام کو اٹھایا اور باہر کی جانب چل دیا۔ وہ زور زور سے چلانے لگا۔ جسپال نے گھما کر اسے صحن کے فرش پر مارا۔ وہ ایک دم سے خاموش ہو گیا۔ تانی آگے بڑھی، اس نے پسٹل اس کے ماتھے پر رکھا اور ٹرائیگر دبا دیا۔ ہلکی سی ٹھک ہوئی اور پرسارام کی کہانی ختم ہو گئی۔

''تم بھی نہ جسپال، خواہ مخواہ بات کو طول دے رہے ہو۔ چلو نکلو اب۔'' تانی نے پسٹل کی نال سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

بدر باہر گیٹ پر تھا۔ تانی نے اسے بتایا، تو اس نے وہاں موجود مقامی ساتھیوں کو، جو بلاشبہ اس علاقے کے ڈاکو تھے، صورت حال بتا کر نکلنے کے لئے کہا۔ وہ سبھی اندر چلے گئے۔ بدر نے ڈرائیور کو فون کیا کہ وہ گاڑی کی طرف آ رہے ہیں۔ ڈرائیور نے اس سمت کو محفوظ بتایا۔ وہ بھاگتے ہوئے وہاں جا پہنچے۔ بچل پہلے ہی گاڑی میں موجود تھا۔ وہ مسلسل مقامی ڈاکوؤں کے رابطے میں تھا۔ تقریباً آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت گذر گیا۔ اس کے بعد تک انہوں نے وہاں پر لوٹ مار کی۔ شدید فائرنگ کے ساتھ جیسے ہی انہوں نے پرسارام کے گھر کو آگ لگائی، تو گاڑی میں بیٹھے ہوئے سب نے شعلے بلند ہوتے ہوئے دیکھے، وہ گاڑی لے کر نکل گئے۔

وہ انتہائی تیز رفتاری سے واپس ڈیرے پر پہنچے تھے۔ وہاں آتے ہی سب سے پہلے انہوں نے سارہ کو ساری کاروائی کے بارے میں بتایا۔ وہ بہت حد تک پرسکون ہو گئی تھی۔ رات گئے ان کی ٹکٹ کنفرم تھی۔ وہ کچھ دیر وہاں رہ کر الگ الگ ائیر پورٹ کی جانب روانہ ہو گئے۔ نکلنے سے پہلے انہوں نے اپنے سیل فون ضائع کر دیئے تھے۔

☆.....☆.....☆

میرا اندازہ یہی تھا کہ آدھی سے زیادہ رات گذر چکی ہے۔ میں اکیلا اور میرے ساتھ دونوں کتے تھے۔ ہم ایک سیدھے راستے پر چلتے چلے جا رہے تھے۔ میں ایک کچی سڑک پر بابا جی کی باتیں سوچتا چلا جا رہا تھا۔ لیکن مجھے کسی بات کی بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ میں نے دریا پار کرنے سے پہلے ان کتوں کو دشمنوں ہی کی طرف سے سمجھا ہوا تھا۔ لیکن پھر یہ سوچنے لگا کہ ممکن ہے یہ تائید غیبی ہو۔ مگر اس بات کو دل قطعاً نہیں مان رہا تھا۔ وہ کتے دشمنوں ہی کی طرف سے تھے۔ ایک ہی رات میں بہت کچھ انہونا ہو گیا تھا۔ شاید مجھے سمجھ اس لئے بھی نہیں آ رہی تھی کہ میرے بدن پر لگے زخموں سے ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔ سر بھاری ہو رہا تھا۔ بدن کی خراشوں میں سے جلن تیز ہوتی چلی جا رہی تھی۔ ران کا زخم سوج گیا تھا۔ بھیگے ہوئے بدن پر کپڑے چپکے ہوئے تھے اور ہوا سے ٹھنڈ لگ رہی تھی۔ میں جانتا تھا کہ جو دریا میں نے ابھی عبور کیا ہے وہ دریائے ستلج ہے۔ لیکن کہاں سے پار کیا، اس کا مجھے بالکل بھی پتہ نہیں تھا۔ میں جہاں پر تھا، وہاں سے میرا گاؤں نورنگر کس جانب ہے اس کا بھی اندازہ نہیں تھا۔ میں چلتا چلا گیا۔

شاید اس وقت پو پھٹ رہی تھی۔ جب میں نے اپنی دائیں جانب کچھ گھنٹیوں کی آواز سنی جو لحہ بہ لحہ نزدیک آتی چلی جا رہی تھی۔ میں

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ٹھٹک کر رک گیا۔ وہ کوئی ریڑھے والا گوالا تھا۔ میں نے اسے رکنے کا اشارہ کیا۔ وہ رک گیا۔ گوالے نے مجھے سر سے پاؤں تک دیکھا پھر مقامی زبان میں پوچھا

''کون ہو تم اور کدھر جانا ہے؟''

''مسافر ہوں بابا، جدھر چاہو لے جاؤ، یا کسی اڈے پر اتار دینا۔''

'' آجاؤ۔''اس نے کہا تو میں آگے بڑھ کر ریڑھے پر بیٹھ گیا۔ میرے ساتھ وہ کتے بھی آگئے تو اس نے ریڑھا آگے بڑھا دیا۔ ظاہر ہے مجھے تجسس تھا اس لئے پوچھا

''یہ کون سی جگہ ہے، اور تم کدھر جا رہے ہو؟''

میرے پوچھنے پر جب اس نے بتایا تو میں حیران رہ گیا۔ میں نور نگر سے کوئی سو کلو میٹر سے بھی دور تھا۔ میں معلومات لیتا ہوا باتیں کرتا رہا۔ ایک گاؤں کے چھوٹے سے بس اسٹینڈ پر جب اس نے مجھے اتارا تو دن نکل آیا تھا۔ کتے بھی میرے ساتھ ہی اتر آئے۔ میرے ذہن میں سوہنی کا فون نمبر تھا۔ میں نے ایک پی سی او پر جا کر کال ملائی تو اس نے فوراً فون ریسیو کر لیا۔ میں نے اپنی جگہ بتائی ہی تھی کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ وہ روتے ہوئے بولی

''میں تجھے لینے کے لئے آرہی ہوں۔''

'' تم مت آنا، پہلے مجھے چھاکے کے بارے میں بتاؤ۔''میں نے تیزی سے پوچھا

''وہ تو ٹھیک ہے، اور تجھے تلاش کر رہا ہے۔ تجھے پیرزادہ وقاص نے غلط اطلاع دی تھی۔ وہ دشمنوں کے ساتھ ملا ہوا ہے۔''اس نے بتایا تو میں نے کہا

'' اچھا، تم ایسے کرو۔ مجھے اس کا نمبر دو۔ میں بات کرتا ہوں۔''

اس نے مجھے نمبر دیا۔ میں نے چھاکے کو کال ملائی تو اس نے بھی وہی پیرزادے والی بات بتا کر کہا

''میں آتا ہوں تجھے لینے کے لئے، لیکن تم اپنا خیال رکھنا۔ ہو سکتا ہے دشمن آگے پیچھے ہوں۔ میں کرتا ہوں کچھ۔'' یہ کہتے ہی اس نے فون بند کر دیا۔ میں اسی پی سی او کے ایک بنچ پر بیٹھ گیا۔ مجھے چکر آرہے تھے اور میری حالت بگڑنے لگی تھی۔ شاید پی سی او والے کو میری حالت پر رحم آگیا تھا۔ اس نے اپنے لئے چائے منگوائی تو ساتھ میرے لئے بھی منگوا لی۔ میں چائے پی چکا تو میرا دل خراب ہونے لگا۔ چکر تیز ہو گئے اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ میرے حواس میرا ساتھ چھوڑ رہے تھے۔ میں اپنے آپ پر قابو پانے میں ناکام ہو گیا۔ ایک دم سے مجھے قے آگئی۔ میں بہ مشکل اس پی سی او سے باہر نکلا تھا۔ میں صرف اتنا دیکھ سکا کہ کتے میرے اردگرد منڈلانے لگے تھے۔ قے کرنے کے ساتھ ہی میں زمین پر گر پڑا۔ پھر مجھے ہوش نہیں رہا کہ میں کہاں ہوں۔ میرے آنکھوں کے سامنے پہلے دھند چھائی، پھر سب کچھ غائب ہو گیا۔ میں بے ہوش ہو گیا تھا۔

میری آنکھ کھلی تو کچھ دیر تک مجھے سمجھ میں نہیں آیا کہ میں کہاں ہوں۔ میرے بدن میں اگرچہ درد کم تھا لیکن تیز بخار سے نڈھال ہو رہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آہستہ آہستہ مجھے احساس ہوا کہ میں کسی ہسپتال میں ہوں جو اتنا اچھا نہیں تھا۔ وہ دیہاتی علاقے کا چھوٹا سا ہسپتال تھا۔ وہاں چند بیڈ پڑے ہوئے تھے، جو سب بیڈ خالی تھے۔ میرے پاس سادہ سے لباس والا ایک ادھیڑ عمر شخص بیٹھا ہوا تھا۔ چہرے مہرے سے اس کی شخصیت بہت جاذب نظر تھی۔ چھوٹی چھوٹی خشخشی داڑھی، پتلے لب، بھاری چہرہ، جس میں آنکھیں بہت شفاف اور جاندار تھیں۔ مجھے یوں لگا جیسے ان میں پوری زندگی بس رہی ہے۔ وہ اپنی چمک دار اور پرکشش آنکھوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ میرے ہوش میں آتے ہی اس کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ اسے دیکھ کر میرے منہ سے بے ساختہ فطری طور پر نکلا

''میں کہاں ہوں؟''

''جہاں تمہیں ہونا چاہیئے۔ مطلب ہسپتال میں ہو تم۔'' اس نے بھاری اور شفیق لہجے میں کہا

''آپ لائے ہیں مجھے یہاں؟'' میں نے پوچھا

''ہاں، میں اڈے سے گذر رہا تھا۔ میں تمہیں دیکھا، تمہاری حالت بہت خراب تھی، میں تجھے یہاں لے آیا۔ وہ پی سی او والے کو میں نے تمہارے ذمے جو پیسے تھے، وہ اسے دے دیئے ہیں۔ تمہارے کتے باہر بیٹھے ہیں۔ انہیں میں نے کھانے کے لئے روٹیاں ڈال دی ہیں۔ اور تم اب ٹھیک ہو۔'' اس نے مجھے تفصیل سے بتایا تو میں خاموش ہوگیا۔ چند لمحے بعد مجھے خیال آیا تو میں نے کہا

''آپ کا بہت شکریہ کہ.....''

''نہ نہ، اس کی ضرورت نہیں ہے۔ خیر، تمہارے کچھ ٹیسٹ میں نے شہر بھجوائے ہیں، آجائیں گے تو تمہاری دوائیاں بھی آجائیں گی۔ یہاں ہسپتال میں کوئی سہولت نہیں ہے۔ چاہو تو یہاں رہو، یا پھر میرے ساتھ میرے گھر آجاؤ، یا پھر جیسے تم کہو۔'' اس نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا اور میری طرف دیکھنے لگا۔ میں شش و پنج میں پڑ گیا کہ اسے کیا جواب دوں۔ پھر اگلے ہی لمحے اس پر اعتماد کرلیا۔ اگر وہ میرا دشمن ہوتا تو اب تک میرے ساتھ جو چاہتا کرلیتا۔

''جیسا آپ چاہیں۔ اس وقت میں اپنے آپ کو آپ ہی کے حوالے کرتا ہوں۔'' میں نے کہا تو وہ بولا

''تو پھر اٹھو، اگر چل سکو تو آؤ، گھر ہی چلتے ہیں۔'' یہ کہہ کر وہ بینچ پر سے اٹھ گیا اور مجھے سہارا دیا۔ اس وقت مجھے احساس ہوا کہ میرے بدن سے بدبو کے بھبکے اٹھ رہے ہیں۔ وہ ساری تے مجھ پر ہی ہوئی تھی۔ میں اس بُو سے خود پریشان ہوگیا۔ میں نے اس شخص کے چہرے پر اس بُو کا ردعمل دیکھنا چاہا۔ لیکن وہاں کچھ بھی نہیں تھا، جیسے اسے یہ بُو آئی ہی نہ ہو۔ مجھے خاصی حیرت ہوئی۔ وہ مجھے سہارا دے کر باہر لایا۔ اس دیہاتی ہسپتال کا ڈاکٹر اور کمپاؤنڈر باہر دھوپ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ ہمیں دیکھتے ہی کھڑے ہوگئے۔ انہی کے پاس کتے بیٹھے ہوئے تھے، جو میری طرف آکر ذرا فاصلے پر رک گئے۔ ان سے ذرا فاصلے پر ایک کیبن فورویل کھڑی تھی۔ تبھی ڈاکٹر نے پوچھا

''جارہے ہیں آپ؟''

''ہاں ڈاکٹر، ٹیسٹ آجائیں گے تو میں آپ کو زحمت دوں گا۔'' اس نے دھیمے لہجے میں کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''نہیں نہیں سر، آپ بس مجھے ذرا سا فون کر دیں، میں فوراً پہنچ جاؤں گا۔ ویسے تو میڈیسن بھی آ ہی جائیں گی۔'' ڈاکٹر نے تیزی سے کہا، تو وہ بولا

''ہاں وہ تو ہے۔ خیر آپ ذرا میری مدد کریں گے، اسے گاڑی تک.....''

''کیوں نہیں۔'' یہ کہتے ہوئے وہ دونوں میری جانب بڑھے۔ وہ میرے قریب آئے تو میں نے واضح طور پر انہیں بُو سے پریشان ہوتے ہوئے محسوس کیا۔ انہوں نے مجھے جلدی سے گاڑی میں ڈالا۔ مگر آفرین ہے اس شخص پر، اس کے ماتھے پر ذرا شکن نہیں آئی۔ کتے گاڑی میں بیٹھ گئے تو وہ چل دیا۔

ہمارے سفر کا اختتام ایک فارم ہاؤس پر ہوا۔ پہلی نگاہ میں یہی محسوس ہوتا تھا کہ وہ جنگل میں منگل ہے۔ دور دور تک کوئی آبادی نہیں تھی۔ وسیع چار دیواری میں اندر ایک رہائشی عمارت تھی، جس کے پورچ میں اس نے گاڑی روکی اور مجھے سہارا دے کر اندر لے جانے لگا تو چند لوگ آگے بڑھے۔ اس نے انہیں دور رہنے کا اشارہ کیا تو وہ ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ وہ مجھے ایک شاندار کمرے میں لے گیا۔ جہاں جہازی سائز کا ایک بیڈ تھا۔ وہاں مجھے لٹا کر بولا

''یہاں آرام کرو، میں ابھی آتا ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ واپس چلا گیا اور میں اپنے آپ پر قابو پانے لگا۔

تقریباً دو گھنٹے کے بعد تک میں صاف ستھرے لباس میں پڑا ہوا تھا۔ میرے سائیڈ ٹیبل پر میڈیسن تھیں۔ میرا پیٹ بھر چکا تھا اور بخار کافی حد تک کم ہو گیا تھا۔ اور وہ میرے پاس کئی چکر لگا چکا تھا۔ میں اب تک اس کے بارے میں یہی اندازہ لگا پایا تھا کہ وہ اس فارم ہاؤس کا مالک ہے۔ بہت ہی اچھا انسان ہے۔ اس نے شہر میں ٹیسٹ کے بعد وہیں کے اچھے ڈاکٹروں سے رابطے کے بعد دوائیاں منگوا کر مجھے دیں۔ میرے کپڑے خود تبدیل کیے۔ کھانا کھلایا اور میڈیسن دے کر چلا گیا۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جان سکا تھا۔ نہ میں نے پوچھا اور نہ اس نے مجھے بتایا۔ شاید دوائیوں کا اثر تھا، میں غنودگی میں تھا اور پھر نجانے کب سو گیا۔

جب میری آنکھ کھلی تو ہر جانب اندھیرا تھا۔ میں ویسے ہی پڑا رہا۔ کچھ دیر بعد روشنی ہوئی تو وہ میرے سامنے تھا۔ اس کے ہاتھ میں کھانا تھا۔ اس نے میرے سامنے رکھا اور پوچھا

''کیسا محسوس کر رہے ہو جوان؟''

''بہت بہتر۔'' میں نے کہا تو اس نے کھانے کی طرف اشارہ کر کے بولا

''کھاؤ۔ پھر دوا بھی لینی ہے۔''

''آپ اپنے بارے میں مجھے نہیں بتائیں گے۔'' میرا تجسس لبوں پر آ گیا تو وہ ذرا سا مسکرایا اور بولا

''تم کھانا کھاؤ، میں تمہیں بتاتا ہوں۔''

''بہتر۔'' میں نے کہا اور ٹرے اپنے سامنے رکھ لی۔ وہ چند لمحے میری طرف دیکھتا رہا پھر بولا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''میں آرمی سے ریٹائر کرنل ہوں۔ میرا نام سرفراز حسین ہے۔ میری بیوی بچے، پوتے پوتیاں ہیں۔ وہ سب شہر میں رہتے ہیں۔ یہ فارم ہاؤس میں نے بنایا ہے۔ میں یہاں بھی رہتا ہوں اور شہر میں بھی۔ شاید تمہارے بارے میں مجھے اس لئے بتایا گیا کہ میں ہی تمہارے نزدیک تھا۔''

''میرے بارے میں بتایا گیا تھا آپ کو؟'' میں نے پوچھا تو اس نے کہا

''ہاں، اسی میجر نے، جو تم سے بھارتی لے گیا تھا۔ میں تم تک پہنچا اور تجھے یہاں لے آیا۔ تمہارے جسم میں زہر اثر کرنے کے ابتدائی مرحلے میں تھا۔ جس کی وجہ سے یہ سب ہوا۔ کچھ زخم تھے، بہرحال تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔''

''مجھے یہاں رہنا ہوگا؟'' میں نے پوچھا

''جانا چاہو تو میں تمہیں روکوں گا نہیں۔ لیکن مشورہ دوں گا کہ کچھ دن یہاں رہو، آرام کرو، گپ شپ کرو میرے ساتھ، پھر چلے جانا۔'' یہ کہہ کر وہ خاموش ہوا، پھر یوں بولا جیسے اسے کچھ یاد آ گیا ہو ''اور ہاں، تم گھر والوں کی فکر مت کرنا۔ انہیں بتا دیا گیا ہے۔ وہ مطمئن ہیں۔ کل میں تجھے فون دوں گا۔ باتیں کر لینا۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا تو میں پرسکون ہو گیا۔ میں نے کھانا کھایا تو وہ خود برتن لے گیا۔ میں نے وہ دوائیاں کھائیں جو اس نے میرے سرہانے رکھ دیں تھیں۔ میں لیٹا اور ان حالات پر غور کرنے لگا کہ یہ سب کچھ کیسے اور کیوں ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اسی لمحے میرے ذہن میں روہی والے بابا جی در آئے تو میں ان کی باتوں پر سوچتے ہوئے نجانے کب سو گیا۔

☆.....☆.....☆

جسپال اور تانی آتے ہی سو گئے تھے۔ دوپہر کے بعد جاگ کر ان کی آنکھ کھلی تو وہ نہا دھو کر فریش ہو گئے۔ سارہ ان کے لئے کھانا بنا چکی تھی۔ کھانے کی میز پر بدر نہیں تھا۔ ان دونوں کے ساتھ وہ چاروں تھے۔ سارا، شاہد معین اس کا باپ اور بیٹا مراد۔ وہ کھانے کے ساتھ باتیں بھی کرنے لگے۔ اسی دوران جسپال نے پوچھا

''بدر کہاں گیا؟''

''تم لوگوں کو چھوڑ کر گیا ہے، ابھی تک واپس نہیں آیا اور نہ ہی کوئی اطلاع ہے۔'' سارہ دھیرے سے بولی تو اس نے پوچھا

''کچھ بتا کر گیا ہے؟''

''نہیں، کہہ رہا تھا کہ شام تک لوٹ آئے گا۔''

''او کے۔'' جسپال نے کہا اور کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا۔ وہ کھا پی چکے تو وہ دونوں واپس کمرے میں آ گئے۔ تانی بیڈ پر پھیلتے ہوئے بولی

''یہ مہرل شاہ والا کا ٹانہ ہوتا تو اب تک ہم واپس جمال کے پاس جا چکے ہوتے۔''

''یہ تو ہے، ویسے ہم نے فون کر کے بھی معلوم نہیں کیا کہ ان کا حال کیا ہے۔'' جسپال نے پوچھا

''تو انہوں نے ہمارا کون سا حال پوچھ لیا ہے۔'' تانی نے جلے ہوئے لہجے میں کہا تو وہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔ پھر بولا

''تم تو یوں کہہ رہی ہو جیسے ہم نے لوٹ کر ان کے پاس جانا ہی نہیں ہے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''جانا تو ہے، اگر زندگی نے ساتھ دیا تو۔'' وہ افسردگی سے بولی تو اس نے کہا

''تم ایسے کرو، کچھ دیر مزید آرام کرلو۔ لگتا ہے ابھی تم فریش نہیں ہوئی۔''

''میں فریش ہی ہوں لیکن اگر تم میرے ساتھ باتیں نہیں کرنا چاہتے تو یہ الگ بات ہے۔'' تانی نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا تو جسپال نے محض اسے ہنسانے کی خاطر رومانوی لہجے میں کہا

''کاش تانی تم میری محبوبہ ہوتی تو میں اب تک تیری یہ افسردگی دیکھ کر تجھے باہر گھمانے پھرانے لے جاتا، تجھے شاپنگ کراتا، کھانا کھلاتا، سیر کراتا۔''

''جسپال، تم ایسا کرو پلیز، چند گھنٹوں کے لئے مجھے محبوبہ بنا ہی لو۔ کم از کم یہ حسرت تو نہ رہے گی۔'' اس نے غصے میں کہا تو جسپال پھر سے ہنس دیا پھر ایک دم سے افسردہ ہوتا ہوا بولا

''پتہ نہیں ہرپریت کس حال میں ہوگی۔ میں نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ میں اس کے پاس لوٹ کر ضرور جاؤں گا۔ پر رب جانے، یہ ہوگا بھی یا نہیں۔ پتہ نہیں وہ میرا انتظار ہی کرتی رہے گی۔''

'' اوئے ہمیں ہو کیا گیا ہے۔'' تانی نے ایک دم سے خود پر قابو پا کر کہا، دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور ہنس دیئے۔ تبھی جسپال نے کہا

''چل آ چلتے ہیں باہر، دیکھا جائے گا، جو ہوگا۔''

اس پر تانی نے ذرا سوچا اور ایک دم سے تیار ہوگئی۔ وہ دونوں کمرے سے نکل کر باہر ڈرائینگ روم میں آئے تو سامنے صوفے پر بدر کے ساتھ شاہد اور بچل بیٹھا ہوا تھا۔ ان کے سامنے دو سیاہ بیگ پڑے ہوئے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی بدر نے کہا

''اچھا ہوا تم دونوں بھی آ گئے یار۔''

''خیر ہے؟'' جسپال پوچھتے ہوئے سامنے صوفے پر بیٹھا تو تانی بھی ساتھ میں بیٹھ گئی۔

''یہ ہمارا حصہ لے کر آیا ہے۔'' بدر نے سنجیدگی سے کہا تو جسپال نے حیرت سے کہا

''حصہ؟''

''ہاں وہی جو پرسارام کے گھر سے لوٹا گیا تھا۔''

''وہ سب انہیں دے دو، جنہوں نے ہماری مدد کی تھی۔ وہ وہیں کے مقامی لوگ تھے نا۔'' جسپال نے کہا

''او یار پوری بات سن لو، پرسارام کے گھر سے کروڑوں روپے نکلے ہیں، سمجھو بوری بھر لی تھی انہوں نے، وہ اُن کے لئے بہت بڑی رقم ہے۔ یہ دونوں بیگ سونے سے بھرے ہوئے ہیں۔ نجانے کس کس کا خون چوستا رہا ہے ساری عمر۔ ایک پوری پونجی ہیروں کی ہے۔'' بدر نے تفصیل بتائی

''واؤ۔! مطلب کافی خزانہ ملا ہے۔ خیر، یہ بھی رکھ لیتے۔'' اس نے کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ارے نہیں یار، ان کے لئے وہی بہت بڑی دولت تھی۔ یہ زیور اور ہیرے انہیں کہیں بھی پھنسا سکتے ہیں۔ ظاہر ہے انہوں نے اسے کہیں تو بیچنا تھا نا، یہ ان لوگوں نے لئے مصیبت بن سکتا ہے، سو انہوں نے ہماری طرف بھیج دیا ہے۔''

''بچل، یہ تم رکھ لو۔'' جسپال نے کہا

''نا سائیں، یہ شے ہمارے لئے خطرناک ہے، ہمیں وہاں سے جو نوٹ مل گئے ہیں نا وہی کافی ہیں۔ یہ آپ جانو اور آپ کا کام، اس کے بعد ہم ایک دوسرے کے واقف بھی نہیں ہیں۔'' اس نے تیزی سے کہا۔ پھر اٹھ کر سب سے ہاتھ ملایا، کچھ کہے بغیر باہر نکل گیا۔

''تم لوگ اسے ٹھکانے لگا لو گے؟'' تانی نے پوچھا تو شاہد بولا

''یہ ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ ڈھل جائیں گے تو ان کی پہچان ہی نہیں رہے گی۔ ہیرے بہرحال کچھ.....'' وہ کہتے کہتے رک گیا تو بدر نے کہا

''شاہد بھائی، تم اس کا جو مرضی کرو، لیکن یہ یاد رکھو کہ ہمیں ابھی کچھ دیر بعد یہاں سے نکل کر کلفٹن کے علاقے میں شفٹ ہونا ہے۔ اگرچہ یہاں کوئی خطرہ نہیں ہے، لیکن میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا ہوں۔''

''او کے، میں تیار ہوں۔'' شاہد نے اٹھتے ہوئے کہا تو بدر نے دونوں بیگ اسے تھما دیئے تو جسپال نے افسردگی سے کہا

''یار ہم تو باہر جانا چاہتے تھے اور تم پھر خانہ بدوش ہو رہے ہو۔''

''باہر کہاں جانا ہے؟'' بدر نے پوچھا

''یار، کوئی کپڑے خریدیں گے، کچھ کھائیں پئیں گے، تھوڑی بہت سیر کریں گے۔'' اس نے کہا تو بدر نے مسکراتے ہوئے کہا

''یار، کچھ دیر ٹھہر جاؤ، میں کسی کو بلاتا ہوں، اس کے ساتھ بھیج دوں گا۔ اس دوران ہم شفٹ کر لیں۔ آپ لوگ ادھر ہی آ جانا۔''

''او کے۔'' تانی نے ایک دم سے کہا اور ڈرائینگ روم میں ہی ٹی وی لگا کر بیٹھ گئی۔

سہ پہر کے بعد شام ہونے کو آ گئی تھی، جب ایک نئی سرخ کار انہیں لے کر شہر کی جانب نکلی۔ گہرے سانولے رنگ کا بلوچی ان کا ڈرائیور تھا۔ کچھ دیر سڑک پر چلتے رہنے کے بعد اس نے بہترین انگریزی میں پوچھا

''سر، کدھر جانا ہے آپ کو؟''

''کچھ کپڑے خریدیں گے، کھائیں پئیں گے اور سنا ہے کراچی ساحل سمندر پر ہے، ساحل دکھلاؤ۔''

''ٹھیک ہے سر۔'' اس نے کہا اور پھر سامنے دیکھ کر ڈرائیونگ کرنے لگا۔ کچھ دیر بعد اس نے ایک بڑے شاپنگ پلازہ کے سامنے کار روک دی۔ چند لمحے ادھر اُدھر دیکھا پھر ان سے بولا ''آپ ادھر شاپنگ کرو، میں ادھر کار میں انتظار کرتا ہوں۔''

جسپال اور تانی شاپنگ پلازہ میں گھومتے ہوئے اپنی پسند کے کپڑے خریدتے رہے۔ کچھ دیر وہاں گذار کر وہ باہر نکل آئے۔ شہر میں پھرتے رہنے کے بعد وہ کلفٹن روڈ پر تین تلوار کی طرف سے ساحل سمندر جا نکلے۔ جیسے ہی بلوچی نے کار روکی، جسپال نے پوچھا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''یہ کون سی جگہ ہے؟''

''یہ بن قاسم پارک ہے، یہ گنبد اور وہ سامنے چبوترہ، یہ جہانگیر کوٹھاری کے نام سے مشہور ہے، کافی پرانا ہے۔'' تانی نے کہا

''یہ پارک لگتا ہے، نیا بنا ہے۔'' جسپال نے کہا

''جی، یہ سیدھے جائیں گے تو بن قاسم روڈ ہے۔ اس سے آگے بھی پارک ہے۔ ساحل سمندر وہ سامنے ہے۔ آپ کہیں تو میں آپ کو ادھر.....'' بلوچی نے جواب دیا تو جسپال بولا

''ٹھیک ہے، اچھا ہے، پیدل وہاں تک جائیں گے، چہل قدمی ہی ہوگی۔ چلیں۔''

''آپ اُدھر جا کر سکون سے بیٹھیں، گپ شپ کریں، وہاں ساحل تک جائیں، میں آپ کے لئے کھانے کا آرڈر دے دوں، ویسے کیا کھانا پسند کریں گے آپ؟'' بلوچی نے مودب لہجے میں پوچھا

''یہاں کے روایتی کھانے۔'' تانی نے فوراً جواب دیا تو سر ہلاتے ہوئے بولا

''میں آپ کو ادھر ہی ملوں گا۔'' یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔

وہ دونوں آہستہ قدموں سے چلتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ ایک جگہ تانی نے رک کر ڈوبتے ہوئے سورج کو دیکھا اور کچھ دیر تک دیکھتی رہی۔ جسپال اس کے چہرے پر دیکھ رہا تھا۔ پتلی سی، نازک اور سمارٹ سی دکھائی دینے والی تانی کتنی خوبصورت ہے۔ اس کا سراپا کسی کو بھی پاگل کر دینے کے لئے کافی تھا۔ کمر گویا ہے ہی نہیں، بھاری سینہ، لمبی گردن، تیکھا ناک اور شولڈر کٹ گیسو، جو ہوا میں لہرا رہے تھے۔ اچانک وہ مڑی اور جسپال کے چہرے کی طرف دیکھ کر کھوئے ہوئے لہجے میں پوچھا

''اچھا تم کیا بات کر رہے تھے ہرپریت کے بارے میں صبح؟''

اس کے یوں پوچھنے پر جسپال کی آنکھوں کے سامنے ہرپریت کا سراپا لہرا گیا۔ اسے ہرپریت شدت سے یاد آ گئی۔ وہ ایک دم سے جذباتی ہو گیا۔ وہ چند لمحے اسے سوچتا رہا پھر پیار بھرے لہجے میں بولا

''کیا یاد کرنا ہے اسے، بس وہ انتظار کر رہی ہوگی میرا وعدہ، کتنا عرصہ ہو گیا ہے، اسے فون بھی نہیں کیا۔ وہ تو پریشان ہو گئی ہوگی نا۔''

''جسپال، یہ زندگی بھی کیا شے ہے، بندے کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ اگلے پل کیا ہونے والا ہے اور پھر بھی کتنوں کے ساتھ جُڑا ہوتا ہے۔ کتنے وعدے، کتنا پیار، چیزوں کے ساتھ، انسانوں کے ساتھ، پر ہوتا کیا ہے، کچھ بھی نہیں ایک دم سب کچھ ختم ہو کے رہ جاتا ہے۔'' تانی دور آسمان پر پھیلے ہوئے بادلوں کو دیکھتے ہوئے بولی تو جسپال چونک گیا۔ اس نے پیار سے تانی کا ہاتھ پکڑا اور اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر کہا

''تانی، اتنی مایوسی کیوں؟''

اس پر وہ ہلکے سے مسکرا دی، پھر اپنا سر جھٹکتے ہوئے اس کی جانب دیکھ کر بولی

''نہیں میں مایوس نہیں ہوں، بلکہ یہ سوچ رہی ہوں کہ ہم جسے چاہتے ہیں اس سے اتنا دور کیوں ہو جاتے ہیں؟ دیکھو، تم اور ہرپریت

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ایک دوسرے سے کتنا دور ہو، میں اور جمال کہاں کہاں بھٹک رہے ہیں۔ تمہارے اور ہر پریت کے درمیان کوئی نہیں ہے، لیکن مجھے تو یہ بھی پتہ کہ جمال میرا ہے بھی یا کہ نہیں، میں اس کے لئے اپنا آپ وار چکی ہوں، اسے شاید اس کا احساس بھی نہیں ہوگا۔''

''ہاں۔ ! یہ بندے کی سوچ ہی تو ہے۔ جو اسے دور کرتی ہے یا پھر نزدیک، کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ہم خود ہی یہ سارا جھنجٹ پال لیتے ہیں؟'' جسپال نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

''ہاں، شاید تم سچ کہتے ہو۔ جب تک میں نے جمال کو دیکھا نہیں تھا۔ اس کی صورت میرے سامنے نہیں آئی تھی، تب بلاشبہ وہ ایک آئیڈیل کی صورت میں میرے لاشعور میں پڑا تھا۔ وہ سامنے آیا تو ایک دم سے مجھے خود اپنے اندر پڑی محبت کا احساس ہوا۔ ورنہ اس سے پہلے میں ایسی کہاں تھی۔ اپنے آپ سے لاپرواہ، وہیں روہی کے صحرا میں پڑی تھی۔ اس کی محبت نے مجھے یہاں لاکر پھینک دیا ہے اور اب بھی اسکے پاس نہیں ہوں۔ یہ سب میرے اپنے اندر ہی تو چل رہا ہے، میں اپنی سوچوں ہی کے تابع سب کرتی چلی جا رہی ہوں، اس میں جمال کا تو کوئی بھی قصور نہیں ہے۔''

''بالکل ایسے ہی ہے۔ ہر پریت کو میں نے پہلے کون سا دیکھا ہوا تھا۔ اس کی صورت سامنے آئی تو ہی میں اس پر نہال ہو گیا ہوں۔'' جسپال نے کہا

''میں اکثر سوچتی ہوں، یہ ہماری اپنی ہی محبت ہے، جو اپنا آپ ظاہر کرتی ہے، اپنے ہونے کا احساس دیتی ہے۔ ہمارے اندر، جیسی محبت ہوگی، ویسا ہی اظہار کرے گی نا۔'' تانی نے دھیمے لہجے میں کہا

''مثلاً کیسے؟'' جسپال نے پوچھا

''دیکھو، جو مغربی قوم ہے، محبت اس میں بھی ہے، لیکن وہ جسم کی ضرورت کو محبت کا نام دیتے ہیں، ان کے ہاں پیار اور محبت کا مطلب فقط جنس ہے۔ بہت کم وہ محبت ہے جو جسم کی ضرورت سے ماورا ہیں، جبکہ ہمارے ادھر مشرق میں، ایسی محبت کو محبت کا قتل تصور کیا جاتا ہے، جسم سے ماورا ہو کر محبت کی جاتی ہے۔ میں اس سے بحث نہیں کرتی کہ ان دونوں میں کیا خوبی ہے اور کیا خامی ہے، میں کہنا یہ چاہتی ہوں کہ یہ ہمارے اندر کا تصور ہے جسے عملی صورت میں ہم ظاہر کرتے ہیں۔'' تانی نے دھیرے سے کہا اور ایک بنچ پر آ کر بیٹھ گئی، جبکہ جسپال کھڑا رہا

''تم یہ کہنا چاہ رہی ہو کہ ہماری اپنی سوچ ہی کسی کے ساتھ محبت یا نفرت کا باعث بنتی ہے۔'' اس نے پوچھا تو وہ تیزی سے بولی

''بالکل، اگر ہمارے اندر محبت نہیں ہوگی تو وہ کیسے ظاہر ہوگی، خالی برتن میں سے کیا نکلے گا؟''

''ہاں، یہ بات تو ہے، ویسے ہم کچھ زیادہ ہی سنجیدہ باتیں نہیں کرنے لگے؟'' جسپال نے ہنستے ہوئے کہا

''نہیں، یہ سنجیدہ باتیں نہیں ہیں، یہ تو عام سی بات ہے، اصل میں ہم اپنے جھانکتے ہی نہیں۔ کتنی عجیب بات ہے نا کہ ہم اپنے لئے وقت ہی نہیں نکالتے، ہم جو ہیں، اپنے بارے میں جانتے ہی نہیں؟'' تانی پھر سے سنجیدہ ہونے لگی تو جسپال بولا

''یہ تم کیسے کہہ سکتی ہو، انسان نے اپنے بارے میں تحقیق اتنی کر لی ہے، جس کا کوئی انت نہیں۔'' جسپال نے کہا تو وہ ہنس دی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''کتنی کر لی ہے، کچھ بھی نہیں۔ اگر انسان نے اپنے بارے میں تحقیق کی ہوتی، اپنے اندر جھانک کر دیکھا ہوتا تو ہم اس جگہ یوں نہ کھڑے ہوتے، یہ گولی ایجاد بھی نہ ہوتی اور ہر طرف جنت کا نظارا ہوتا۔'' وہ مسکراتے ہوئے بولی تو جسپال نے کہا

''یہ تم نے اتنی موٹی موٹی باتیں کہاں سے سیکھیں ہیں، ویسے تمہارے بارے میں ہمیں کچھ نہیں معلوم، کبھی اس طرح کی بات ہی نہیں ہوئی۔''

''دیکھو، اب میرے بارے جاننے کا تجسس کہاں ہے، تمہارے اندر تھا نا، باہر آ گیا۔'' وہ تیزی سے بولی تو جسپال نے کہا

''تم میرا سوال گول کر گئی ہو۔''

''نہیں، ابھی وقت نہیں ہے اس جواب کا، پھر کسی وقت جواب دوں گی۔'' اس نے کہا اور مغرب کی جانب دیکھا۔ جہاں سورج نے افق کو سرخ کر دیا ہوا تھا، جس کی گواہی بادل بھی دے رہے تھے۔ تیز ہوا سے ان کا لباس جسم سے چپک کر رہ گیا تھا۔

''واپس چلیں۔'' جسپال نے پوچھا

''دل تو یہی چاہتا ہے کہ یہاں سکون سے بیٹھی رہوں۔ لیکن کب تک بیٹھوں گی یہاں، آخر جانا تو ہے۔'' یہ کہہ کر وہ اٹھ گئی۔ دونوں چلتے ہوئے پارک سے باہر جانے والے راستے پر ہو گئے۔

وہ دھیمی چال چلتے موسم کا لطف لیتے ہوئے جا رہے تھے۔ انہیں سامنے کھڑا ہوا بلوچی دکھائی دے رہا تھا۔ اس سے کچھ فاصلے پر ان کی وہی سرخ کار کھڑی تھی۔ ملجگا اندھیرا چھا گیا تھا۔ شہر کی بتیاں روشن تھیں۔ چند قدم کے بعد وہ کار میں جا کر بیٹھنے والے تھے کہ اچانک سامنے سڑک پر ایک کار تیزی سے آن رکی۔ اسی کے پیچھے ایک ڈبل کیبن فورویل رک گئی۔ ان گاڑیوں کے رکنے کے انداز ہی سے دونوں چوکنا ہو گئے۔ اگلے ہی لمحے کار کا پچھلا دروازہ کھلا اور اس میں سے گن کی نال برآمد ہوئی۔ اس سے پہلے کہ فائر ہوتا، وہ زمین پر لیٹ گئے۔ یہ فطری بات تھی کہ وہ سر یا دل کا نشانہ لیتے۔ وہ فوری طور پر ان کے حملے سے بچ گئے۔ ایک دم ہی سے کئی فائر ہوئے تھے۔ پارک کا گیٹ چند قدم کے فاصلے پر تھا۔ وہ دونوں ہی لڑھکتے ہوئے اس کی آڑ میں چلے گئے تھے۔ اچانک دوسرا برسٹ ہوا۔ تب تک جسپال نے اپنا پسٹل نکال لیا تھا۔ اسی لمحے تانی کے ہاتھ میں بھی پسٹل دکھائی دیا۔ انہوں نے سامنے دیکھ کر جوابی فائر کرنا چاہا، لیکن سامنے دونوں گاڑیاں پر کئی فائر لگے ہوئے تھے۔ جسپال نے ادھر ادھر دیکھا، ذرا سے فاصلے پر بلوچی اپنا پسٹل لئے پوزیشن میں تھا۔ اور اس سے پیچھے کافی سارے لوگ گنیں لئے ان گاڑیوں پر فائر کر رہے تھے۔ تب جسپال کو احساس ہوا کہ گھر سے بھیجنے میں بدر کو اتنی دیر کیوں ہو گئی تھی۔ ایک پورا گروپ اس کے ساتھ نگرانی کو بھیجا ہوا تھا۔ سامنے سے کوئی فائر نہیں کر رہا تھا۔ وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ کم از کم گاڑیوں کے ٹائر ہی پنکچر کر دئے جائیں، ان کی پشت سے کئی فائر ہوئے۔ جن میں سے کچھ باڈی پر لگے اور دونوں کے ٹائر یکے بعد دیگرے زور دار آواز سے پھٹ گئے۔ اس کے ساتھ اس میں سے کچھ بندے نکلے اور انہوں نے بھاگنے کے لئے سڑک پار کرنا چاہی۔ اسی لمحے سامنے سے دو افراد نے ان کو نشانے پر لے لیا۔ ان میں سے کسی نے جوابی فائر کیا، کوئی سڑک پر گر گیا۔ اگلے چند لمحوں میں وہ سب گرا لئے گئے۔ وہ سب تیزی سے آگے بڑھے۔ اتنے میں ان کے قریب ایک ہائی ایس وین آ کر رک گئی۔ ساتھ میں کیری ڈبہ تھا، انہوں نے ان سب کو اٹھا کر ان گاڑیوں میں پھینکا اور چل دیئے۔ ایک دم سے ماحول پرسکون ہو گیا۔ وہاں پر موجود لوگ جو سہمے ہوئے تھے، آہستہ آہستہ باہر آنے لگے تھے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''سر! آجائیں، اب کوئی نہیں ہے ادھر، کھانا کھاتے ہیں۔''

''نہیں، اب بھی کوئی ہو سکتا ہے محتاط رہو، جو ہمارے بارے میں یہ جان سکتا ہے کہ ہم کدھر ہیں، وہ درست پلاننگ بھی کر سکتا ہے۔''

جسپال نے اسے سمجھایا تو وہ بولا

''سر، یہ اصغر ڈکیت کے علاوہ دوسرا کوئی نہیں ہے۔ ان کا طریقہ واردات ہم جانتے ہیں۔''

''بحث نہیں، اب نکلو۔'' تانی نے کہا تو بلوچی کاندھے اچکا کر رہ گیا۔ وہ کار میں بیٹھ گئے تھے، اسی وقت بدر کا فون آ گیا

''سنا ہے کوئی راہ میں مل گیا تھا؟'' یہ کہتے ہوئے اس نے بھرپور قہقہہ لگا دیا

''ہاں، باقی سب بھی سن لیا ہوگا۔'' جسپال نے جواب دیا تو اس نے کہا

''اب کیا پروگرام ہے؟''

''واپس آ رہا ہوں گھر۔'' جسپال نے جواب دیا

''نہیں، وہ کیوں، کھانا تو کھاؤ یار، وہ تیار ہے اور تمہارا انتظار کر رہا ہے۔'' بدر نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا تو جسپال بولا

''اب مزہ نہیں آئے گا یار، ممکن ہے ادھر......''

''تم کھاؤ کھانا، رزق کا یوں چھوڑ کر نہیں جاتے۔ رب ناراض ہوتا ہے۔'' اس نے کہا تو وہ بولا

''اوکے، میں کھانا کھا کر ہی آتا ہوں۔''

یہ سن کر اس نے فون بند کر دیا اور بلوچی سے ریستوران کی طرف جانے کو کہا۔

وہ ایک بانسوں سے بنا ہوا جدید طرز کا ریستوران تھا۔ جو ساحل کے اوپر تھا اور نیچے پانی کی لہریں تھیں۔ سامنے ہی بدر بیٹھا ہوا تھا، جو اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ جسپال اور تانی اس کے سامنے بیٹھتے گئے تو وہ بولا

''تمہیں یہاں تنہا چھوڑ دوں یا پھر کوئی تم دونوں کو خراش بھی لگا جائے تو میرا ہونا تو پھر نہ ہونا باؤ جی۔'' اس نے پنجابی میں کہا تو جسپال ہنس دیا، اس پر تانی نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا

''زیادہ مت ہنسو، کوئی اب بھی یہاں ہوگا۔''

''کوئی نہیں ہے میڈم، اس وقت یہاں جتنے بندے ہیں، یہ سب ہمارے ہیں۔ باہر بھی، سب کھا پی رہے ہیں۔ خوش ہے، پلیز آپ بھی ذرا ان خوبصورت لبوں پر مسکراہٹ لے آئیں۔'' بدر ایک دم سے شوخ ہو گیا تھا۔ فطری طور پر تانی مسکرا دی تو جسپال نے پوچھا

''اصغر ڈکیت ہی کے بندے تھے؟''

''ہوں، وہی تھے، مہرل شاہ نے انہیں بھجوایا تھا، میں جانتا تھا کہ وہ ایسا کرے گا۔''

''تم مجھے بتا دیتے، میں......'' جسپال نے کہنا چاہا تو وہ اس کی بات کاٹ کر بولا

''ناجانی ایسا مت کہہ۔ تو نے یہاں آ کر ایک یہی تو خواہش کی تھی۔'' وہ مسکراتے ہوئے بولا تو جسپال نے پوچھا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''انہیں ہمارے بارے میں کیسے پتہ چل گیا کہ ہم کہاں پر ہیں؟''

''دیکھ جانی، یہ علاقہ میرا ہے۔ یہاں میرے بارے جاننے کو بہت سارے لوگ ہیں۔ انہیں اس وقت بھی معلوم ہوگا کہ میں کہاں پر ہوں۔'' بدر نے کہا

''تو یہ خطرناک بات ہے۔'' تانی نے تیزی سے کہا تو وہ اطمینان سے بولا

'' نہیں، میں خود آیا ہوں ان کے سامنے، اگر نہ آتا تو وہ اس وقت ان کے بندے کیسے ہاتھ چڑھتے اور پھر وہ لوگ اس وقت کچھ ایجنٹوں کے ہاتھ میں ہیں۔ مہرل شاہ کوئی معمولی شے نہیں۔ نہ ہی وہ پرسارام ہے کہ جسے ہم یونہی مار دیں گے۔ اس کے لئے بہت سوچنا ہوگا اور پلان بنانا ہوگا۔''

اسی دوران کھانا ان کے سامنے چنا جانے لگا تو جسپال نے کہا

''او کے، فی الحال رزق سامنے آ گیا ہے، اب اس پر توجہ دو۔''

''وہ تو ٹھیک ہے، لیکن اس کھانے کے بعد ہم چار بندے یہاں سے نکل رہے ہیں، مہرل شاہ کی طرف، دیکھا جائے گا۔'' بدر نے کہا تو جسپال نے مسکراتے ہوئے، سر ہلا دیا۔

☆.....☆.....☆

میری آنکھ کھلی تو کمرے میں اندھیرا تھا۔ مجھے اندازہ نہیں ہوا کہ وقت کیا ہو گیا ہوگا۔ میں بیڈ پر پڑا اپنے حالات کے بارے میں سوچتا رہا۔ ان میں جہاں میں کرنل سرفراز کے بارے میں سوچتا، اسی کے ساتھ روہی والے بابا جی بھی میری نگاہوں کے سامنے آ جاتے۔ میرا موت کے منہ سے نکل آنا، دریا پار کرنے میں ان کتوں کی مدد کرنا، جو مجھے ہی چیرنے پھاڑنے کے لئے آئے تھے اور لب دریا روہی والے بابا جی کا ملنا، ان کی باتیں اور پھر کرنل سرفراز کا مل جانا، مجھے سب ایک ہی سلسلے کی کڑی لگ رہے تھے۔ ایک بات میرے ذہن میں چبھی ہوئی تھی۔ وہ یہ کہ بابا جی نے روہی میں جب ملاقات کی تھی۔ اس وقت یہ کہا تھا کہ ہم فقط دو بار ہی ملیں گے، لیکن وہ اب تک مجھے کئی بار مل چکے تھے۔ کیا ان کا کہنا غلط تھا؟ اگر کہنا درست تھا تو مجھے کیوں اور کیسے مل رہے تھے؟ کیا یہ بھی کوئی راز ہے۔ میں نے طے کر لیا کہ اس دفعہ اگر ان سے ملاقات ہوئی تو یہ بات ان سے ضرور پوچھوں گا۔ کرنل سرفراز کی شخصیت بھی مجھے بڑی ماورائی سی لگ رہی تھی۔ بظاہر اتنا سادہ بندہ، اتنا مشفق، میرے قے کی بدبو جسے محسوس بھی نہیں ہوئی، اتنا بڑا محل نما گھر اور وہ خود میری خدمت کر رہا ہے۔ حالانکہ اس نے نوکر بھی مجھے دکھائی دیئے تھے۔ میں سوچتا رہا۔ جب اکتا گیا تو بیڈ سے اٹھا اور کمرے میں روشنی کرنے کے لئے اٹھا۔ انہی لمحات میں کمرہ روشن ہو گیا۔ کرنل سرفراز میرے سامنے کھڑا تھا، اس کے لبوں پر دھیمی سی پروقار مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ وہ آگے بڑھا اور بیڈ پر میرے ساتھ بیٹھتے ہوئے آہستہ سے پوچھا

''کیسی طبعیت ہے اب؟''

''بہت اچھی، بہت بہتر محسوس کر رہا ہوں۔''

''گڈ۔! اس کا مطلب بھوک بھی لگی ہوگی۔'' اس نے کہا تو میری بھوک ایک دم سے جاگ گئی۔ میں نے ہلکے سے سر ہلاتے ہوئے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جواب دیا

''جی، بھوک تو لگ رہی ہے۔''

''آؤ پھر ڈرائینگ روم میں چلتے ہیں۔'' اس نے کہا اور اٹھ گیا۔ میں اس کے ساتھ چلتا ہوا ڈرائینگ روم میں آ گیا۔ کھانے کی میز بھری پڑی تھی۔ ہم وہاں بیٹھ کر کھانا کھانے لگے۔ اس دوران کرنل سرفراز نے میری طرف دیکھ کر پوچھا

''چوہدری شاہنواز کے بارے میں جانتے ہو کہ اسکے ساتھ کیا ہوا؟''

''نہیں، میں معلوم کر ہی نہیں پایا اس کا مجھے موقعہ ہی نہیں ملا۔'' میں نے وضاحت کرتے ہو کہا

''وہ اس وقت خفیہ والوں کے پاس ہے۔ وہ ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث تھا، اس کے ثبوت مل گئے ہیں۔'' کرنل سرفراز نے بتایا

''کیا کر رہا تھا وہ؟'' میں نے پوچھا

''اس نے تمہارے علاقے میں بھارتی خفیہ کا سنٹر بنایا ہوا تھا۔ باہر سے لوگ یہاں آتے تھے اور وہ یہاں سے انہیں آگے بھیج دیتا تھا۔ مطلب انہیں ہر طرح کا تحفظ دیتا تھا۔ دوسرا وہ سیاست میں سرگرم ہی اسی لئے تھا کہ علاقے میں جرائم پیشہ لوگوں کو تحفظ دے اور ان کے ذریعے لوگوں کو خوف زدہ رکھے۔ ان میں قتل، اغوا، ڈکیتی کی وارداتیں شامل ہیں۔'' کرنل سرفراز نے تفصیل سے بتایا

''مطلب، سب کچھ جو ہمارے ملک میں جاگیردار کر رہے ہیں، اسی کی آڑ میں یہ سب کچھ ہو رہا تھا۔ ویسے کتنا بڑا المیہ ہے کہ یہ لوگ ملک اور عوام کی قسمت کا فیصلہ کرتے ہیں اور یہی جاگیردار، وڈیرے اس ملک کے سیاست دان بنے ہوئے ہیں۔ عوام بے چاری.....'' میں نے کہنا چاہا تو وہ میری بات کاٹتے ہوئے بولا

''عوام بے چاری نہیں ہے۔ یہ رب تعالی کا فرمان ہے کہ جو قوم اپنی حالت نہیں بدلنا چاہتی، وہ اس قوم کو اسی حال میں رکھتا ہے، جس میں وہ پڑی ہوئی ہے۔ یہ قصور اس قوم ہی کا ہے کہ وہ خود پر ظلم کروا رہی ہے۔'' اس نے کافی حد تک جذباتی ہوتے ہوئے کہا

''بات تو ساری شعور کی ہے نا جی۔ اس قوم کو شعور ہی نہیں ہے کہ وہ خود میں کیا ہیں۔'' میں نے کہا تو کرنل سرفراز ایک دم سے مسکرا دیا اور پھر میری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے دھیرے سے بولا

''جمال، تم ایک قوم کی بات کر رہے ہو۔ میں کہتا ہوں، خود انسان اپنے آپ کے سامنے رکاوٹ ہے، اور اسے احساس ہی نہیں ہے۔''

''رکاوٹ، کیسی رکاوٹ، ہر انسان ترقی چاہتا ہے، اگر مجموعی طور پر دیکھیں تو انسان نے کتنی ترقی کر لی ہے۔ اس نے اس دنیا کو کیا کچھ نہیں دے دیا۔'' میں نے تیزی سے کہا

''کس چیز کی ترقی، کس میں ترقی؟ انسان کا اصل مقصد کیا ہے؟ کیا اس میں انسان نے ترقی کر لی ہے یا، اس کا پہلے سے بھی زیادہ بُرا حال ہو گیا ہے؟''

''ہاں، یہ تو ہے کہ اگر انسان نے کسی شے میں ترقی کی ہے، تو اسی قدر اپنی تباہی کے لئے بھی سامان کر لئے ہیں۔'' میں نے اسکی بات تسلیم

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کرتے ہوئے کہا تو وہ بولا

''کیا انسان کا دنیا میں آنے کا یہی مقصد ہے ؟''

''تو پھر اور کیا ہے۔ یہی کہ انسان اپنے رب کی عبادت کرے۔ اس کے مطابق چلے۔''

''یہ سب کچھ معلوم ہوتے ہوئے بھی انسان اپنی ہی تباہی کے درپے کیوں ہو گیا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ خون کے رشتے بھی، ایک دوسرے کا خون بہا دیتے ہیں۔ یہ جو اتنی خون ریزی ہو رہی ہے، اور غور کرو تو ہر مذہب کا بندہ ایک دوسرے سے لڑ رہا ہے۔ ہم ہندوؤں کے خلاف لڑ رہے ہیں، ہندو ہمیں ختم کرنے کے درپے ہیں، سکھ اور ہندو لڑ رہے ہیں۔ عیسائی دنیا اسلام کو ختم کر دینا چاہتی ہے۔ یہودی پوری دنیا پر غلبہ حاصل کرنے کی تگ و دو میں ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ایک نئی قوت پیدا ہو گئی، جو مذہبی لوگوں کے خلاف ہے اور انہیں ختم کر دینا چاہتی ہے۔ ہر مذہب کے لوگوں میں فرقے ہیں، وہ ایک دوسرے کے کو ختم کر دینا چاہتے ہیں۔ کیا ہے یہ سب کچھ۔ یہ بم دھماکے، یہ دہشت گردی یہ کیا ہے؟''

''میرے خیال میں جو رب تعالیٰ سے ڈرنے والے لوگ ہیں وہ ایسا نہیں کرتے۔'' میں نے دلیل دیتے ہوئے کہا تو وہ بولا

''میں مان لیتا ہوں۔ مگر ایسا کیوں ہے کہ جو ساری دنیا کے مذہبی رہنما ہیں، انہی کے ہاتھوں زیادہ خون ریزی ہو رہی ہے۔ کیا تم اخبار نہیں پڑھتے، خبروں کو نہیں جانتے۔ قران کو جلانے کا واقعہ کسی عام آدمی نے تو نہیں کیا اور اگر ان کی فہرست بتائی جائے تو بہت طویل ہے، لیکن میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ میں مذہبی لوگوں کو تشدد پسند ثابت کرنا چاہتا ہوں۔ میں تو مجموعی انسانیت کی بات کرتا ہوں کہ بہ حیثیت انسان، ہم کیا کر رہے ہیں۔'' کرنل سرفراز نے سمجھاتے ہوئے کہا تو میں نے کہا

''ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں نا کہ مذہبی لوگوں کے لبادے میں آ کر انسانیت دشمن اپنا وار کر رہے ہیں؟''

'' تم اسے اس نکتہ نگاہ سے دیکھ لو۔ جیسے بھی دیکھو، نتیجہ یہی ہے کہ انسان مر رہا ہے، اس کی صورت کوئی بھی ہو۔'' اس نے میری طرف دیکھ کے کہا

'' یہ المیہ تو ہے، آپ کے خیال میں ایسا کیوں ہے، اس کی وجہ ہے آپ کے ذہن میں؟'' میں نے پوچھا تو وہ اپنا سر ہلاتے ہوئے بولا

''یہی سوال ہے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ ہمیں اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔''

''تو پھر سمجھائیں نا آپ؟'' میں نے تجسس سے کہا تو وہ بولا

''ضرور، کیوں نہیں، تم یہ بات سمجھ جائے، شاید اسی لئے تم یہاں ہو۔ میں تمہیں دلیل اور ثبوت کے ساتھ یہ بات سمجھاؤں گا، لیکن ابھی نہیں۔ تم ٹھیک ہو جاؤ اور میری بات سمجھنے کے قابل ہو جاؤ۔''

''ٹھیک ہے۔'' میں نے کہا تو وہ بولا

''ابھی تم یہاں سے جا کر اپنی میڈیسن لینا اور کچھ بھی سوچے بغیر سکون سے سو جانا۔'' یہ کہہ وہ کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

☆.....☆.....☆

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہ کراچی کو جدید ترین پوش علاقہ تھا۔ دورویہ سڑک کے درمیان نصب پول سے پیلی روشنی اندھیرے کو دور کر رہی تھی۔ ایسے میں سرخ کار دھیمی رفتار سے چلتی جا رہی تھی۔ بلوچی ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ بدر اگلی سیٹ پر تھا۔ جسپال اور تانی پچھلی نشست پر تھے۔ ریستوران سے لے کر یہاں تک ان کے درمیان خاموشی تھی۔ تبھی بدر نے کہا

'' ہم جس طرف جا رہے ہیں، وہ مہرل شاہ کا گھر نہیں ہے۔ وہ جہاں رہتا ہے، وہاں کی سیکورٹی اتنی ہے کہ کاروائی ہو بھی جائے تو بندہ نہیں نکل سکتا۔''

''تو پھر ہم کہاں جا رہے ہیں؟'' جسپال نے پوچھا

''خبر یہ ہے کہ مہرل شاہ یہاں کے ایک بنگلے میں موجود ہے۔ اس کے ساتھ بھی سیکورٹی بہت ہے۔ لیکن ہم نے اسے جانے تو نہیں دینا۔'' بدر نے یوں کہا جیسے خود کلامی کر رہا ہو

'' تو پلان کیا ہے؟'' جسپال ہی نے پوچھا تو وہ بولا

''اگر سڑک پر بھی حملہ کیا تو یہاں سے نہیں نکل پائیں گے۔ ہم اس بنگلے میں جائیں گے۔'' بدر نے کہا تو تانی قہقہہ لگا کر بولی

''اور کیا وہاں سے نکلنا آسان ہوگا؟ جو پہلے ہی اتنے لاؤ لشکر کے ساتھ وہاں جا رہا ہے، وہاں اس بنگلے میں کوئی اہتمام نہیں ہوگا بدر ڈیئر۔''

''میں مانتا ہوں کہ وہ قلعہ نما بنگلہ ہے، لیکن وہاں پر کچھ ایسا ہے، سب کچھ میں کروں گا تم دونوں نے مجھے کور دینا ہے۔ بلوچی کی صرف یہ ذمہ داری ہوگی کہ وہ ہمیں یہاں سے نکال لے جائے۔'' بدر نے پلان بتاتے ہوئے کہا تو جسپال نے کہا

''اگر ہم کار تک پہنچ گئے تو.....''

''ظاہر ہے، ہم کار میں بیٹھیں گے تو وہ جائے گا یہاں سے۔'' بدر نے پھر کھوئے ہوئے لہجے میں کہا تو جسپال نے اس کی بات مانتے ہوئے سر ہلا کر کہا

''او کے۔''

بلوچی اسی رفتار سے چلا جا رہا تھا۔ کچھ دیر یونہی چلتے رہے کہ بدر کا فون بج اٹھا۔ وہ صرف مس کال تھی۔ اس کے بجتے ہی جیسے بدر میں بجلی کی لہر دوڑ گئی ہو۔

''چلو، وہ نکلنے والا ہے۔'' اس کے یوں کہتے ہی بلوچی نے کار کی رفتار تیز کر دی۔ بنگلے تیزی سے پیچھے جانے لگے۔ ایک جگہ جا کر اس نے بریک لگا دیئے۔ بدر نے ادھر ادھر دیکھا، اور کار سے اتر کر انہیں بھی اتر آنے کا اشارہ کیا۔ وہ دونوں باہر آ کر آگے بڑھے تو وہ بولا ''اچھی طرح یہ علاقہ دیکھ لو، ہم کار کے علاوہ بھی نکل سکیں۔''

''او کے۔'' جسپال نے کہا تو اس نے سامنے اشارہ کرتے ہوئے سمجھایا

''وہ دیکھو، سامنے، سفید اور نیلے رنگ کا بنگلہ ہے نا۔ ہم نے وہاں تک جانا ہے۔ صرف جانا ہی نہیں اس کے اندر بھی اترنا ہے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''وہ مہرل شاہ کہاں ملے گا؟'' تانی نے پوچھا

''وہ اس بنگلے میں ہے اور ابھی وہاں سے نکلنا چاہتا ہے۔'' بدر نے کہا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ اس کے ساتھ تیزی سے جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ باؤنڈری وال تک جا پہنچے۔ وہاں کافی روشنی تھی۔ وہ جلدی سے ایک درخت کے ساتھ لگ گئے۔ وہ کچھ دیر کسی ردعمل کا انتظار کرتے رہے، جب کچھ نہ ہوا تو وہ وہاں سے نکلے۔ ان کے لئے باؤنڈری وال پار کرنا مشکل نہیں تھا۔ چند لمحوں میں ہی جسپال دیوار پر تھا۔ اس نے پہلے بدر کو اوپر کھینچا، بدر اوپر پہنچ کر دوسری جانب اتر گیا۔ پھر تانی نیچے آئی اس کے بعد جسپال آ گیا۔ وہ زمین سے لگے پودوں میں دبک کر سامنے دیکھ رہے تھے۔ کافی فاصلے پر بڑے سارے لان میں صوفے دائرے میں لگے ہوئے تھے۔ ان پر چند لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ درمیان میں سرخ قالین تھا، جس پر دو طوائفیں ناچ رہی تھیں۔ صوفوں کے آگے میز تھے۔ جب پر مختلف مشروب تھے۔ ان میں شراب کی بوتلیں بھی تھیں۔ بلاشبہ وہ مخصوص لوگوں کی عیاشی تھی۔ وہ طوائفیں بھی کوئی نستعلیق قسم کی نہیں تھیں بلکہ آدھے سے زیادہ برہنہ تھیں۔ صوفوں پر بیٹھے ہوئے بدمست لوگ ان پر نوٹ نچھاور کر رہے تھے۔ بدر نے مہرل شاہ کو دیکھا کہ وہ کہاں پر ہے۔ انہیں وہ دکھائی نہیں دیا، ایک لمحے کے لئے ان پر مایوسی چھا گئی کہ کہیں وہ چلا نہ گیا ہو۔

''دکھائی نہیں دے رہا ہے؟'' بدر نے سرگوشی میں کہا تو جسپال بولا

''چل تھوڑا آگے نکل، شاید دکھائی دے جائے۔''

''تم لوگ سیکورٹی والوں کو نظر انداز کر رہے ہو۔ پہلے انہیں تو دیکھ لو۔'' تانی نے سرگوشی میں تیزی سے کہا تو جسپال بولا

''وہ دیکھو، ان سے کچھ فاصلے پر گارڈز ہیں، بے وقوف ایک ہی سمت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔''

''ممکن ہے، دوسری طرف بھی ہوں۔'' تانی نے کہا تو جسپال آگے بڑھتے ہوئے بولا

''جب آ ہی گئے ہیں تو اپنا کام کریں یہ کن چکروں میں پڑے ہوئے ہیں۔'' یہ کہہ کر وہ رینگتا ہوا آگے بڑھا۔ پھر اکڑوں ہو کر لمحہ بہ لمحہ آگے بڑھتا گیا۔ اسی کے پیچھے بدر اور تانی بھی بڑھتے چلے گئے۔ کافی آگے تک جا کر انہیں وہ سارا منظر صاف نظر آنے لگا۔

وہ سب نشے میں دھت تھے۔ شراب و شباب کا نشہ سر چڑھ کر بول رہا تھا، گارڈز ایک طرف کھڑے اسی تماشے میں محو تھے۔ محفل پر رنگ آیا ہوا تھا۔ مہرل شاہ کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔ طوائفیں ناچ رہی تھیں، کچھ دیر یونہی گذر گئی۔ اس دوران جسپال نے سارے منظر کو سمجھ لیا تھا۔ اس کے مطابق بدر جو کرنے جا رہا تھا، وہ غلط تھا اور خودکشی کے مترادف تھا۔ وہ جو سوچ رہا تھا، وہ اگرچہ خطرناک تو تھا، لیکن اس میں کامیابی کے امکانات زیادہ تھے۔ اس نے اپنی سوچ بارے بدر کو نہیں بتایا، بلکہ خاموش رہا۔ اچانک مہرل شاہ اٹھا تو ایک لمحے کے لئے محفل ڈسٹرب ہو گئی۔ اچھی خاصی ہلچل تھی۔ لوگ اٹھ اٹھ کر اس سے سلام کر رہے تھے۔ اس دوران اس کی سیکورٹی پر مامور لوگ آگے بڑھ آئے تھے، تاکہ اسے اپنی حفاظت میں لے لیں۔ اسی وقت پتہ چل گیا کہ اس کے ساتھ کتنے لوگ ہیں۔

مہرل شاہ نے لوگوں سے مل کر جیسے ہی محفل سے باہر نکلنے کے لئے قدم بڑھائے، بدر تیزی سے آگے بڑھا۔ تانی اس کے پیچھے کسی بلی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کی مانند بڑھی، جبکہ جسپال ذرا ہٹ کر اس فوارے کی جانب بڑھا، جو اُن کے راستے میں آتا تھا۔ وہ لمحہ بہ لمحہ قریب ہوتے جا رہے تھے۔ مہرل شاہ ان کے نشانے پر تھا۔ اچانک بدر اٹھ کر اس کے سامنے آ گیا۔ اس نے مہرل شاہ کو اپنے نشانے پر لے لیا تھا۔

''کون ہو تم؟'' مہرل شاہ نے ایک دم سے رکتے ہوئے کہا تو بدر بولا

''تمہاری موت؟''

اس کے یوں کہنے پر مہرل شاہ ایک دم سے ہنس دیا۔ لیکن اس کا قہقہہ کھوکھلا تھا۔ اگر جسپال اس سے پہلے نہ ملا ہوتا تو شاید وہ بھی اس سے دھوکا کھا جاتا۔ اس نے یہی تاثر دیا تھا کہ وہ ڈرا نہیں ہے۔

''میں جب چاہوں گا نا بچے، موت تب آئے گی۔ تم پاگل ہو جو میرے راستے میں آ گئے ہو۔'' مہرل شاہ نے کہا۔ جسپال سمجھ رہا تھا کہ وہ محض وقت لے رہا ہے، بدر خواہ مخواہ ڈائیلاگ بازی میں پڑ گیا ہے۔ اسے اب تک ختم کر دینا چاہیئے تھا۔

''میں تو آ گیا ہوں، تمہارے راستے میں۔ اب روک لو مجھے۔'' بدر نے سرد لہجے میں کہا، اسی لمحے چشم زدن میں مہرل شاہ نیچے بیٹھ گیا۔ بدر نے گولی چلا دی، جو سامنے والے گارڈ کے لگی۔ صرف لمحے کا ذرا سا حصہ تھا، گولیاں اس کے بدن کے آر پار ہو سکتی تھیں۔ سامنے والے گارڈز نے گنیں سیدھی کر لیں تھیں۔ جسپال اور مہرل شاہ کے درمیان ایک جست کا فاصلہ تھا، جسپال نے وہ وقت ضائع نہیں کیا اور ایک ہی جست میں مہرل شاہ پر جا گرا۔ اور اسے لے کر لڑھک گیا۔ وہ اس نئی افتاد سے ایک دم چونک گئے۔ اسی لمحے تانی نے پسٹل لہراتے ہوئے اٹھی اور آگے بڑھ کر اونچی آواز میں کہا

''خبردار۔! اگر کوئی ہلا تو جان سے مار دوں گی۔''

وہ سب ایک دم ساکت ہو گئے۔ اتنے میں جسپال نے مہرل شاہ کی گردن پکڑ لی تھی اور پسٹل کی نال اس کے منہ میں دیتے ہوئے بولا

''ہٹو، ورنہ مار دوں گا اسے۔''

گارڈز کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کریں۔ وہ وہیں ساکت تھے۔ تبھی جسپال نے مہرل شاہ کے منہ پر تھپڑ مارتے ہوئے کہا

''صرف ڈیل کا حساب کرنا ہے، کرو تو زندگی، ورنہ یہیں مار دوں گا، کہا تھا نہ کہ دھوکا دو گے تو مار دوں گا۔'' مہرل شاہ سے بولا نہیں جا رہا تھا۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے پوچھا تو جسپال بولا ''ابھی چلو ساتھ، بتاتا ہوں، زندگی یا موت اب تیرے اپنے ہاتھ میں ہے نا۔'' یہ کہہ کر وہ اٹھا اور اسے بھی اٹھایا، تب تک بدر اور تانی نے گارڈز کو کور کر لیا۔

مہرل شاہ کافی بھاری تھا اس نے مزاحمت کی لیکن جسپال نے پھر بھی اسے اٹھا لیا۔ وہ تیزی سے لے کر اسے بھاگا۔ چند قدم کے فاصلے پر اس کی گاڑی کھڑی تھی۔ بدر اور تانی الٹے قدموں آئے، انہوں نے ڈرائیور کو باہر آنے کا اشارہ کیا۔ وہ نکل گیا۔ جسپال نے اسے گاڑی میں پھینکا، بدر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور تانی بیٹھی اور نکل پڑے۔ سامنے آہنی گیٹ تھا۔ گارڈز سامنے گنیں تانے کھڑے تھے۔ مہرل شاہ خود کو بچانے کی فکر میں تھا۔ جسپال نے توجہ نہیں دی بلکہ اس نے اپنی جیب سے دستی بم نکال کر گارڈز کی جانب پھینک دیا۔ اس دروان جیسے ہی جسپال

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کی گرفت ڈھیلی ہوئی، مہرل شاہ نے گرفت سے نکلنا چاہا۔ تانی دیکھ رہی تھی۔ اس نے پسٹل کا دستہ اس کے سر پر مارا، اسی کے ساتھ ہی دھماکا ہوا تو ساتھ ہی فائرنگ ہونے لگی۔ جب تک وہ گیٹ تک پہنچے، باہر سے بھی فائرنگ ہونے لگی۔ یکے بعد دیگرے تین چار دھماکے ہوئے۔ گیٹ کے پرخچے اڑ گئے۔ وہ گاڑی لئے باہر نکل گئے۔ سامنے ہی سرخ کار لئے بلوچ ان کے انتظار میں تھا اور اس کے ساتھ ان کے کافی سارے ساتھی کئی ساری گاڑیوں میں تھے۔ وہ گاڑی اس کے قریب لے گئے۔ بنگلے سے فائرنگ ہونے لگی تھی۔ انہوں نے مہرل شاہ کو سرخ کار میں ڈالا اور چل پڑے۔ باقی سب بھی ان کا راستہ صاف کرتے ہوئے چل پڑے تھے۔ بے ہوش مہرل شاہ ان نے ساتھ پچھلی سیٹ پر تھا۔ اچانک بلوچ بولا

''سائیں، یہ اچھا کیا، یہاں تو یہ مثال بن گئی، کہ زندہ مہرل شاہ لاکھ کا اور بے ہوش مہرل شاہ کروڑ کا۔''

''اوئے نہیں اوئے کئی کروڑ کا۔'' بدر نے کہا اور ایک دم سے ہنس دیا۔ ماحول ایک دم سے بدل گیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ اس کے پیسے کھرے کرنا چاہتے ہو، لیکن اس کی رسائی حکومت تک ہے، پوری حکومتی مشینری اسے تلاش کرنے نکل پڑے گی۔'' جسپال نے اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا تو وہ تیزی سے بولا

''بلکہ تلاش کرنے کے لئے نکل پڑی ہوگی۔ میں جانتا ہوں۔ مگر تم ابھی زیادہ نہیں جانتے ہو یہاں کے بارے میں، ابھی کئی چوہے بلوں سے نکالنے ہیں۔ اسے ابھی کچھ دیر کے لئے مہمان رکھنا ہوگا۔'' بدر نے سنجیدگی سے کہا

''کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ یہ جو چوہے ہیں، بلکہ جو اصلی والے چوہے ہیں، وہ گہری بلوں میں چلے جائیں گے۔ ہاں چاہو تو رسک لے کر نوٹ کھرے کر سکتے ہو۔'' تانی نے کہا تو جسپال بولا

''چل کوئی بات نہیں خرچہ پانی بھی تو چلانا ہے۔'' جسپال کے یوں کہنے پر وہ بھی ہنس دیئے۔

رات کا نجانے کون سا پہر تھا، جب وہ سپر ہائی وے سے نیچے اتر آئے۔ اس سے آگے، وہ چھوٹی سڑک پر مڑے اور چلتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ انہیں روشنیاں دکھائی دیں، جو دھیرے دھیرے ایک بڑے سارے فارم ہاؤس کی صورت اختیار کر گیا۔ انہوں نے کار پورچ میں روکی۔ اسی لمحے کئی سارے بندے باہر آ کر ان کی کار کے گرد کھڑے ہو گئے۔ وہ تینوں باہر نکل کر اندر کی طرف چل دیئے۔ وہ لوگ مہرل شاہ کو کار میں سے نکال کر اندر لے جانے لگے۔

''یہ کون سی جگہ ہے، اور کس کی ہے؟'' تانی نے عالیشان ڈرائینگ روم کے گداز صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

''یہ مہر سکندر یار کا ڈیرہ ہے، مہرل شاہ کا سب سے بڑا دشمن، اور ہمارا ابھی یار..... نہیں بلکہ مہر سکندر کسی کا بھی یار نہیں ہے۔'' بدر نے تلخی سے مسکراتے ہوئے کہا تو جسپال ہنس دیا پھر بولا

''یار، یہ سب جو کوئی بھی ہے، تو کچھ کھانے پینے کا بندوبست کروا، بھوک لگ رہی ہے۔''

''او کے باس، جیسا حکم۔'' بدر نے کہا تو تانی نے ہنستے ہوئے کہا

''ویسے اب تم جسپال کو باس کہو گے، احسان مانو اس کا، نئی زندگی دی ہے اس نے تمہیں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ہاں، اگر یہ بروقت فیصلہ نہ کرتا تو.....'' بدر یہ کہتے ہوئے رکا اور پھر اچانک بولا'' ویسے تم بھی کمال کی چیز ہو، اصل کریڈٹ تو تم ہو اس مشن کا۔''

'' اوئے تعریفیں بند کر اور جا۔ ابھی اس سالے مہرل شاہ کو بھی بھگتنا ہے۔ چل جا۔'' جسپال نے کہا تو بدر اندر کی جانب چلا گیا۔

اس وقت سورج نکلنے کے آثار واضح ہو گئے تھے، جب مہر سکندر یار ڈیرے پر آ گیا۔ وہ ایک بڑی ساری گاڑی میں آیا تھا۔ اس نے آتے ہی بدر سے ہاتھ ملاتے ہوئے پوچھا

''ویسے وہ ہے ابھی زندہ نا؟'' یہ کہتے ہوئے وہ ان کے پاس بیٹھ گیا

''ابھی تک تو زندہ ہے، تمہارے آدمیوں کے پاس ہے۔ میں نے تو اسے مار دینا تھا۔ بس تمہارے لئے لایا ہوں۔ جو کرنا کرو۔''

''سودا کرنا ہے اس کے ساتھ۔ یہ ایک دن میں تو نہیں ہوگا نہ یہ سب۔'' اس نے مسکراتے ہوئے تانی کی طرف دیکھ کر کہا تو بدر ہنستے ہوئے بولا

''دیکھ لو ہمیں یہاں رکھ بھی پاؤ گے؟''

''کیوں، میں کیوں نہیں رکھ سکتا، میں چاہوں نا تو تم میری مرضی سے جا بھی نہیں سکتے یہاں سے۔'' اس نے عجیب سے لہجے میں کہا تو جسپال نے بدر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا

''بدر۔! یہ کیا بات ہونے لگی ہے، اسے کہو، ہمیں روک کر دکھائے، لے میں جا رہا ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ اٹھا ہی تھا کہ مہر سکندر یار نے ہنستے ہوئے کہا

''تیرا ساتھی بہت گرم دماغ کا ہے، اسے میرے بارے میں بتایا نہیں تھا۔''

''نہ بھی بتاؤ تو یہ خود سمجھدار ہے، تم اپنی بات کرو مہر؟'' بدر کا لہجہ ایک دم سے تلخ ہو گیا تھا۔ تو وہ ٹھنڈے انداز میں بولا

'' ٹھیک ہے، اب کرو بات، مہرل شاہ کو مارنا ہے تو اسے لے جاؤ، اور جہاں چاہو مار دو، اگر میرے حوالے کرتے ہو تو مانگو کیا مانگتے ہو۔''

''تم نے جو سودا کرنا ہے کرو، باقی مجھ پر چھوڑ دو۔'' بدر نے کہا تو جسپال نے پوچھا

''کیسا سودا کر رہے ہو بدر؟''

''میں بتاتا ہوں۔'' مہر سکندر یار نے کہا، پھر لمحہ بھر رک کر بولا'' یہ مہرل شاہ، حکومت میں بہت رسائی رکھتا ہے، ہر بار میری وزارت مار جاتا ہے۔ اب اس سے وزارت تو لینی ہے نا، اس لئے بدر کو تکلیف دی تھی۔ اب وزارت کی بات کرنے میں دن تو لگیں گے نا، اس لئے روک رہا تھا، تم کچھ اور سمجھے ہو۔''

''دیکھو، ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ کیا ہو رہا ہے، تمہیں وزارت ملتی بھی ہے یا نہیں۔ اسے سنبھال بھی پاؤ گے یا نہیں، ہم نے اسے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مارنا ہے اور بس۔'' جسپال نے کہا تو وہ بولا

''اسے مارنا ہے تو پھر اسے بھی لے جاؤ، میں نے تو اس وقت تک اسے رکھنا ہے جب تک مجھے وزارت نہیں مل جاتی۔''

''ٹھیک ہے، اسے ہمارے حوالے کرو۔'' جسپال نے سرد لہجے میں کہا تو وہ قہقہہ لگا کر بولا

''بدر یہ تمہارا سودا خراب کرے گا۔ مجھے وزارت ملنے کا مطلب جانتے ہو نا تو اسے سمجھاؤ، سنو۔! مجھے وزارت ملنے کا مطلب ہے، یہ پورے سندھ میں جو مرضی کرتا پھرے، کوئی نہیں پوچھے گا اسے۔''

''بات اتنی کرتے ہیں، جتنی بندہ کر سکے، یہاں سندھ میں ایسے ایسے لوگ پڑے ہیں، جو تمہیں کھا جائیں، یہ مہرل شاہ تم سے سنبھالا نہیں گیا۔ اسے ہم چوہے کی طرح لے کر آئے ہیں۔ پورا سندھ۔'' جسپال نے طنزیہ لہجے میں کہا تو اچانک تانی نے کہا

''بدر، جو کرنا ہے ڈن کرو، چلتے ہیں۔''

''ہاں یہ لڑکی سیانی لگتی ہے۔ ادھر رہو میرے پاس، بہت اچھا وقت گذرے گا۔''

''اچھا، تو بہت اچھا وقت گذرے گا۔ کیسے یہ بتاؤ گے مہر صاحب۔'' تانی نے لچکتے ہوئے کہا تو جسپال نے بہ مشکل اپنا قہقہہ روکا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ مہر کیا سوچ رہا ہے اور تانی کا اس پر کیا ردعمل ہوگا۔

''ادھر ہمارے پاس رہو گے تو ہی پتہ چلے گا نا۔'' اس نے خباثت سے مسکراتے ہوئے کہا تو تانی شرما گئی۔ جسپال کا مزید برا حال ہو گیا، وہ قہقہہ نہیں لگا پا رہا تھا۔ انہیں لمحات میں ایک بندہ تیزی سے اندر آیا اور اسی تیزی سے بولا

''سائیں۔ !پولیس .....''

پورے ماحول پر ایکدم سے سناٹا چھا گیا۔

☆ ☆ ☆

(امجد جاوید کا یہ دلچسپ اور طویل ناول ابھی جاری ہے، باقی واقعات اگلی قسط میں پڑھیے)

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY